بدایۃ الحکمۃ
از
بحر العلوم مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۱۳۳۷ھ — ۱۴۰۲ھ
سابق مُفتی وصدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف
ناشر
مجلس برکات
الجامعۃ الاشرفیہ مُبارک پور اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)
پن کوڈ: ۲۷۶۴۰۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبادی فلسفۂ قدیمہ میں بنیادی کتاب

بداية الحكمة

از

بحرالعلوم مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۳۷ھ ———— ۱۴۰۲ھ

سابق مفتی وصدر المدرسین

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

ناشر

مجلس برکات ۔ جامعہ اشرفیہ ۔ مبارکپور

ضلع اعظم گڑھ ۔ یوپی پن کوڈ ۲۷۶۴۰۴

تعارف مصنف

حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری

حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد افضل حسین ابن میر سید علی حسن ابن میر سید جعفر علی ابن میر سید خیرات علی ، ابن میر سید منصور علی ہندوستان کے موضع بوانا ضلع مونگیر (صوبہ بہار) میں ۱۴؍رمضان ۱۳۳۷ھ/۱۳؍جون ۱۹۱۹ء بروز جمعۃ المبارک صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ حسینی سادات خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

تحصیل علم:

حضرت مفتی صاحب ایک بلند پایہ محقق بے مثال مفتی اور علم و عرفان کا منبع ہیں۔ آپ نے درسِ نظامی کی کتب متداولہ مدرسہ فیض الغرباء آرہ صوبہ بہار، شمس العلوم بدایوں صوبہ یوپی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف صوبہ یوپی میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب آروی، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی، حضرت مفتی محمد ابراہیم صاحب سمستی پوری، حضرت مولانا مفتی ابرار حسین صدیقی تلہری، حضرت مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری اور شیخ المحدثین علامہ مولانا مفتی نور الحسین صاحب رامپوری ابن شمس العلماء حضرت مولانا علامہ ظہور حسین صاحب رامپوری شارح قاضی مبارک سے پڑھنے کے بعد شعبان ۱۳۵۹ھ/ستمبر ۱۹۴۰ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے سندِ فراغ حاصل کر لی۔

علاوہ ازیں ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں الٰہ آباد بورڈ سے مولوی کا امتحان (فرسٹ ڈویژن میں) پاس کیا۔

تدریس و افتاء:

فراغت کے فوراً ہی بعد آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں منصب افتاء پر فائز ہوئے۔ بعد ازاں تدریسی فرائض بھی انجام دینے شروع کر دیے۔ جامعہ میں آپ نے شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے کام کیا۔

ہندوستان سے ہجرت کے بعد پہلے پہل ڈوگہ ضلع گجرات میں ایک سال تک جناب برق نوشاہی کے قائم کردہ مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، پھر حضرت مولانا مفتی معین الدین صاحب شافعی کے اصرار پر جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں تشریف لائے اور شیخ الحدیث و مفتی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر میں شیخ الحدیث، مفتی اور صدر مدرس کی حیثیت سے آپ کی تقرری ہوئی اور آج کل دوبارہ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں علوم اسلامیہ کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔

بیعت وخلافت:

جمادی الآخرہ ۱۳۶۷ھ/اپریل ۱۹۴۸ء میں مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدست اسرارھما کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا اور ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء میں حضرت مفتی اعظم ہند نے جمیع سلاسل طریقت اور تمام اوراد و وظائف کی اجازت دے کر خلافت سے مشرف فرمایا۔

تصانیف:

حضرت علامہ مفتی محمد افضل حسین صاحب نہ صرف یہ کہ عظیم مفتی و مدرس ہیں، بلکہ آپ میدان تصنیف کے بھی شہسوار ہیں جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں:

(۱) توضیح الافلاک — علم ہیئت
(۲) زبدۃ التوقیت — علم توقیت وحساب
(۳) معیار الاوقات — 〃
(۴) معیار التقویم — 〃
(۵) البراہین الہندسیہ علی مقادیر الخطوط العشرہ — 〃
(۶) مساحۃ الدائرۃ والبیر — 〃
(۷) گھڑیاں اور ان کے اوقات کی کہانی — 〃
(۸) مصباح السلم شرح سلم العلوم — (منطق)
(۹) مفتاح التہذیب شرح تہذیب المنطق
(۱۰) معین اللبیب فی حل شرح التہذیب — 〃
(۱۱) تعلیقات علی القطبی — 〃
(۱۲) السعی المشکور فی مبحث الشک المشہور — 〃
(۱۳) بدایۃ المنطق — 〃
(۱۴) التوضیح المعیر فی مبحث المشاۃ بالتکریر — 〃
(۱۵) بدایۃ الحکمۃ — (فلسفہ)
(۱۶) توضیح الحجۃ الاولیٰ من شرح الشیرازی — 〃
(۱۷) بدایۃ الصرف — (علم صرف)
(۱۸) تکمیل الصرف — (علم صرف)
(۱۹) بدایۃ النحو — (علم نحو)
(۲۰) درایۃ النحو — 〃
(۲۱) التوضیح المقبول فی الحاصل والحصول — 〃
(۲۲) البیان السامی فی شرح دیباچۃ الجامی — 〃
(۲۳) الکفایۃ فی مبحث غیر المنصرف من الہدایہ — 〃
(۲۴) ترجمہ عبد الرسول شرح مائۃ عامل منظوم — 〃
(۲۵) جواہر صافیہ شرح کافیہ اردو — 〃
(۲۶) القول الاسلم فی مبحث الحسن والقبح من المسلم — (اصول فقہ)
(۲۷) مرقاۃ الفرائض — (فقہ)
(۲۸) عمدۃ الفرائض — 〃
(۲۹) وصیت کے مسائل عسیرہ کا حل بطریق جبر ومقابلہ — 〃
(۳۰) رویت ہلال — 〃
(۳۱) حج پاسپورٹ میں فوٹو کا شرعی حکم — 〃
(۳۲) عید میلاد اور چراغاں — 〃
(۳۳) منظر الفتاویٰ — 〃
(۳۴) رد خلافت یزید — 〃

چند تلامذہ:

حضرت مفتی صاحب کے تلامذہ کثیر تعداد میں ہندوستان، پاکستان، افغانستان، برطانیہ اور آزاد کشمیر میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں پیہم مصروف ہیں جن میں سے چند حضرات کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف (انڈیا)

(۲) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب صدر مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

(۳) مولانا محمد صابر صاحب نسیم بستوی صاحب تصانیف کثیرہ سابق ایڈیٹر جامعہ فیض الرسول براؤن شریف

(۴) مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی، صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(۵) مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم خوشتر صاحب، حال مقیم افریقہ

(۶) مولانا مفتی محمد حسین صاحب (سابق) ایم، پی، اے سکھر (سندھ)

(۷) مولانا جلال الدین احمد نوری، مقیم بغداد شریف

(۸) مولانا مفتی غلام سرور صاحب، شیخ الحدیث والادب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۹) مولانا محمود احمد صاحب، مدرس دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد

(۱۰) مولانا صاحبزادہ سید معظم شاہ صاحب خواجہ آباد میانوالی

(۱۱) مولانا شیر علی صاحب قندھاری (افغانستان)

(۱۲) مولانا عبد اللطیف صاحب، غزنوی (افغانستان)

اولاد:

آپ کے تین صاحبزادے ہیں سید شکیل رضا، سید عقیل رضا، سید محمد احمد اور دو صاحبزادیاں ہیں سیدہ قمر النساء، سیدہ چمن آرا عرف سیدہ زینت النساء۔ (مکتوب حضرت مفتی صاحب، بنام مرتب)[۱]

---

[۱] ماخوذ از تعارف علمائے اہل سنت ص ۵۵ تا ۵۹۔ مرتبہ مولانا محمد صدیق ہزاروی۔

وصال:

بتاریخ ۲۰/رجب ۱۴۰۲ھ/۱۴/مئی ۱۹۸۲ء جمعہ بمقام سکھر۔ پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العليم الحكيم ـ والصلوة والسلام على رسوله الكريم۔ الذى تلاعلينا الكتاب و هدانا الى الحق والصواب ـ و زين قلوبنا بنور الاسلام و علمنا الحكمة ـ و على اله و صحبه و سائر خيار الامة۔

(۱) حکمت اور اس کی قسمیں

حکمت: اس علم کو کہتے ہیں جس سے موجودات واقعیہ کے حالات واقعیہ معلوم ومنکشف ہوں۔

بعض موجودات واقعیہ ایسے ہیں کہ ان کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل نہیں جیسے آسمان، زمین۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ان کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل ہے جیسے نماز، روزہ۔ اس لیے حکمت کی دو قسمیں ہیں[۱] نظریہ۔ عملیہ

حکمت نظریہ: اس علم کو کہتے ہیں جس سے ایسے موجودات واقعیہ کے حالات واقعیہ معلوم ومنکشف ہوں جن کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل نہیں كالعلم بان الارض كرة والعلم بان العالم حادث۔

حکمت عملیہ: اس علم کو کہتے ہیں جس سے ایسے موجودات واقعیہ کے حالات واقعیہ معلوم ومنکشف ہوں جن کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل ہے كالعلم بان العدل حسن والعلم بان الظلم قبيح۔

حکمت نظریہ کی تین قسمیں ہیں۔ الٰہیہ۔ ریاضیہ۔ طبعیہ

حکمت الٰہیہ: اس علم کو کہتے ہیں جس سے ایسے موجودات واقعیہ کے حالات واقعیہ معلوم ومنکشف ہوں جن کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل نہ ہو اور وہ اپنے (ذہنی وخارجی) کسی وجود میں مادہ[۲] کے محتاج نہ ہوں كالعلم بان الواجب تعالى عالم قادر والعلم بان الوجود من المفهومات العقلية۔

حکمت ریاضیہ: اس علم کو کہتے ہیں جس سے ایسے موجودات واقعیہ کے حالات واقعیہ معلوم ومنکشف ہوں جن کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل نہ ہو اور وہ صرف وجود خارجی میں مادہ کے محتاج ہوں كالعلم بان كل مثلث زواياه الثلاث مساوية لقائمتين۔

حکمت طبعیہ: اس علم کو کہتے ہیں جس سے ایسے موجودات واقعیہ کے حالات واقعیہ معلوم ومنکشف ہوں جن کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل نہ ہو اور وہ اپنے (ذہنی وخارجی) دونوں وجود میں مادہ کے محتاج ہوں كالعلم بان الهواء يتكون و يفسد۔

---

۱ قولہ قسمیں الخ تقسيم الشيء قد يكون الى افراده كتقسيم الكلمة الى اسم و فعل و حرف و يجب فى هذا التقسيم صدق المقسم على القسم ـ و قد يكون الى اجزائه كتقسيم الجسم الى اجزائه التحليلية و من هذا القبيل تقسيم الكتاب الى الابواب و الفصول ۱۲ منه

۲ قولہ مادہ والمراد من المادة ههنا محل التغير والاستعداد ۱۲ منه

حکمت عملیہ کی بھی تین قسمیں ہیں

تہذیب اخلاق۔ تدبیر منزل۔ سیاست مدنیہ

تہذیب اخلاق: اس علم کو کہتے ہیں جس سے ایسے موجودات واقعیہ کے حالات معلوم ومنکشف ہوں جن کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل ہو اور ان کا تعلق ایک شخص کے منافع سے ہو کالعلم بان الصدق حسن، والعلم بان الکذب قبیح، والعلم بالمحافظة والصباحة والسماحة۔

تدبیر منزل: اس علم کو کہتے ہیں جس سے ایسے موجودات واقعیہ کے حالات معلوم ومنکشف ہوں جن کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل ہو اور ان کا تعلق اہل منزل[1] کے منافع سے ہو کالعلم بان القسم بین الزوجات حسن۔

سیاست مدنیہ: اس علم کو کہتے ہیں جس سے ایسے موجودات واقعیہ کے حالات معلوم ومنکشف ہوں جن کے وجود میں بندہ کی قدرت کو کچھ دخل ہو اور ان کا تعلق عام لوگوں[2] کے منافع سے ہو کالعلم بان العدل حسن والعلم بان الظلم قبیح۔

(۲) قوت نظریہ۔ قوت عملیہ۔ قوت عاقلہ۔ قوت عاملہ

قوت نظریہ: نفس کی اس قوت کو کہتے ہیں کہ نفس اس سے اشیاء اور اس کے احوال کا ادراک کرتا ہے۔ قوت نظریہ کو قوت عاقلہ بھی کہتے ہیں۔

قوت عملیہ: نفس کی اس قوت کو کہتے ہیں کہ نفس اس سے بدن کو حرکت دیتا ہے یعنی جس سے اعمال بدنیہ صادر ہوتے ہیں۔ قوت عملیہ کو قوت عاملہ بھی کہتے ہیں۔

(۳) عقل ہیولانی۔ عقل بالملکہ۔ عقل بالفعل۔ عقل مطلق

قوت عاقلہ کے چار درجے ہیں جن میں پہلا سب سے ضعیف اور چوتھا سب سے قوی ہے۔ وہ یوں کہ نفس کو ابتداءً اپنی ذات وصفات[3] کے علاوہ کسی دوسری چیز کا علم حاصل نہیں ہوتا۔ قوت عاقلہ کے اس درجہ کو عقل ہیولانی کہتے ہیں۔ پھر نفس کو رفتہ رفتہ بدیہیات کا علم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ نفس کو بدیہیات سے نظریات حاصل کرنے کی پوری صلاحیت ہو جاتی ہے۔ قوت عاقلہ کے اس درجہ کو عقل بالملکہ کہتے ہیں۔ پھر نفس کو نظریات کے علوم حاصل ہوتے ہیں لیکن ہر وقت اس کے پیش نظر نہیں رہتے بلکہ وہ غافل ہو جایا کرتا ہے۔ قوت عاقلہ کے اس درجہ کو عقل بالفعل کہتے ہیں۔ پھر نظریات کے علوم اس کے پیش نظر رہنے لگتے ہیں۔ قوت عاقلہ کے اس درجہ کا نام عقل مطلق ہے۔

---

[1] قولہ اہل منزل والمراد بہم ههنا اشخاص يتعلقون فيما بينهم بقرابة او مصاهرة او ملك او جوار او رفاقة و صحبة۔

[2] قولہ عام لوگوں الخ والمراد بهم ههنا اشخاص يحصل بهم التعاون بالجلب والحرف والصناعات واخذ الاموال ۱۲ منہ

[3] قولہ صفات یعنی صفات انضمامیہ نہ کہ صفات انتزاعیہ۔ اس لیے کہ صفات انتزاعیہ کا علم حصولی ہے ۱۲ منہ

(۴) واجب بالذات ۔ ممتنع بالذات ۔ ممکن بالذات

مفہوم کی تین قسمیں ہیں واجب بالذات ۔ ممتنع بالذات ۔ ممکن بالذات ۔ واجب بالذات اس مفہوم کو کہتے ہیں جس کا وجود بہرحال لازم ہو جیسے باری تعالیٰ ۔ ممتنع بالذات اس مفہوم کو کہتے ہیں جس کا عدم بہرحال لازم ہو جیسے اجتماع نقیضین ۔ ممکن بالذات اس مفہوم کو کہتے ہیں کہ بہرحال جس کا نہ وجود لازم ہو نہ عدم جیسے انسان[1] نجات مسلم ۔ نجات کافر ۔

(۵) واجب بالغیر ۔ ممتنع بالغیر ۔ ممکن فی نفس الامر

ممکن بالذات کی تین قسمیں ہیں ۔ واجب بالغیر ۔ ممتنع بالغیر ۔ ممکن فی نفس الامر ۔ واجب بالغیر اس ممکن بالذات کو کہتے ہیں جس کا وجود کسی وجہ سے لازم ہو گیا ہو جیسے نجات مسلم ۔ ممتنع بالغیر اس ممکن بالذات کو کہتے ہیں جس کا عدم کسی وجہ سے لازم ہو گیا ہو جیسے نجات کافر ۔ ممکن فی نفس الامر اس ممکن بالذات کو کہتے ہیں جو نہ واجب بالغیر ہو نہ ممتنع بالغیر ۔ (اسی کو ممکن وقوعی بھی کہتے ہیں)

(۶) امکان ذاتی اور امکان نفس الامری میں نسبت

چونکہ امکان ذاتی کی تین قسمیں ہیں ۔ وجوب بالغیر ۔ امتناع بالغیر ۔ امکان نفس الامری ۔ اس لیے امکان ذاتی اور امکان نفس الامری میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے ۔ امکان ذاتی عام ہے اور امکان نفس الامری خاص ۔ (تنبیہ) امکان استعدادی کا ذکر عنقریب آنے والا ہے ۔

(۷) قدیم بالذات ۔ قدیم بالزمان ۔ حادث بالذات ۔ حادث بالزمان

قدیم بالذات: اس موجود کو کہتے ہیں جو اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو ۔ جیسے باری تعالیٰ

قدیم بالزمان: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے وجود پر عدم سابق نہ ہو جیسے باری تعالیٰ ۔ اور حکماء کے نزدیک عقول عشرہ ۔

حادث بالذات: اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے وجود میں غیر کی محتاج ہو جیسے عقول عشرہ اور سارا عالم

حادث بالزمان: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے وجود پر عدم سابق ہو جیسے انسان ۔ حیوان وغیرہ

(۸) فرض محض ۔ تجویز عقلی

فرض کے دو معنے ہیں ۔ فرض محض ۔ تجویز عقلی

فرض محض: کسی چیز کو ایسی چیز مان لینا کہ ماننے سے اس کی حقیقت باقی نہ رہے جیسے کسی انسان کو ناہق یا کسی حمار کو ناطق ماننا فرض محض ہے ۔

---

[1] قولہ جیسے انسان الخ انسان کا وجود یونہی اس کا عدم ارادۂ الٰہیہ کی بنا پر لازم ہے فی نفسہ نہ اس کا وجود لازم نہ عدم ۔ نجات مسلم کا وجود وعدۂ الٰہیہ کی بنا پر لازم ہے ۔ فی نفسہ نہ اس کا وجود لازم نہ عدم ۔ نجات کافر کا عدم وعید الٰہی کی وجہ سے لازم ہے ۔ فی نفسہ نہ اس کا وجود لازم نہ عدم ۱۲ منہ

تجویز عقلی: کسی چیز کو ایسی چیز مان لینا کہ ماننے سے اس کی حقیقت نہ بدلے جیسے جسم کو غیر متناہی یا زمین کو مسطح یا عالم کو قدیم ماننا تجویز عقلی ہے۔

(۹) تقابل اور اس کی قسمیں

تقابل: ان دو چیزوں کی نسبت کو کہتے ہیں کہ ایک محل میں ایک جہت سے بیک وقت دونوں کا وجود محال ہو جیسے سواد و بیاض میں تقابل کی نسبت ہے۔ تقابل کی چار قسمیں ہیں۔ تضاد۔ تضایف۔ ایجاب وسلب۔ عدم وملکہ۔

تقابل تضاد: اس تقابل کو کہتے ہیں کہ متقابلین وجودی ہوں اور کسی کا تعقل دوسرے کے تعقل پر موقوف نہ ہو۔ جیسے سواد و بیاض۔

تقابل تضایف: اس تقابل کو کہتے ہیں کہ متقابلین وجودی ہوں اور ہر ایک کا تعقل دوسرے کے تعقل پر موقوف ہو جیسے اب و ابن۔

تقابل ایجاب وسلب: اس تقابل کو کہتے ہیں کہ متقابلین میں سے ایک وجودی ہو اور دوسرا عدمی[1] اور وجودی کے ساتھ عدمی کے محل کا متصف ہونا محال ہو۔ جیسے فرس ولا فرس۔

تقابل عدم وملکہ: اس تقابل کو کہتے ہیں کہ متقابلین میں سے ایک وجودی ہو اور دوسرا عدمی۔ اور وجودی کے ساتھ عدمی کا محل متصف ہو سکتا ہو۔ خواہ عدمی کا محل بعینہ متصف ہو سکتا ہو یا اس کی نوع یا جنس قریب یا جنس بعید جیسے علم وجہل، بصر وعمی۔ ان میں وجودی کو ملکہ اور عدمی کو عدم ملکہ کہتے ہیں۔

(تنبیہ) تقابل تضاد میں یہ شرط ہے کہ متقابلین میں سے ہر ایک کا محل دوسرے کے ساتھ متصف ہو سکتا ہو۔
تقابل کے بیان میں وجودی سے وہ چیز مراد ہے کہ جس کے مفہوم کا جز سلب نہ ہو خواہ وہ موجود ہو جیسے سواد یا معدوم جیسے عنقا۔ اور عدمی سے وہ چیز مراد ہے کہ جس کے مفہوم کا جز سلب ہو خواہ وہ موجود ہو جیسے عمی یا معدوم جیسے لاشئ۔

(۱۰) واسطہ فی الاثبات۔ واسطہ فی الثبوت۔ واسطہ فی العروض

واسطہ فی الاثبات: اس واسطہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی نسبت کا علم وتصدیق حاصل ہو جیسے متغیر کہ وہ حدوث عالم کے علم وتصدیق حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔

واسطہ فی الثبوت: اس واسطہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے ذوالواسطہ میں حقیقۃً کوئی صفت پیدا ہو۔

واسطہ فی العروض: اس واسطہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے ذوالواسطہ میں مجازاً کوئی صفت مانی جائے۔

(تنبیہ) واسطہ فی الثبوت ہونے پر کبھی دو صفتیں ہوتی ہیں ۔ ایک صفت سے واسطہ متصف ہوتا ہے۔ اور ایک صفت سے ذوالواسطہ۔ جیسے قلم کی حرکت کے لیے ہاتھ کی حرکت واسطہ فی الثبوت ہے۔ تو یہاں ایک حرکت ہاتھ کی صفت ہے۔ اور ایک حرکت قلم کی صفت ہے۔ اور واسطہ فی الثبوت ہونے پر کبھی صرف ایک صفت ہوتی ہے جس سے صرف ذوالواسطہ متصف ہوتا ہے۔ ایسے واسطہ کو سفیر محض کہتے ہیں۔ جیسے زخمی کرنے کے لیے چاقو واسطہ فی الثبوت ہے۔ لیکن یہاں زخم صرف زخمی کی صفت ہے اور چاقو کی صفت نہیں

[1] (قولہ عدمی ۔ ای عدم ذلک الوجودی و انما فسر بذلک لئلا یرد مثل البصر والجہل ومثل العلم والعمی ۱۲ منہ)

ہے۔اور واسطہ فی العروض میں ہمیشہ ایک ہی صفت ہوتی ہے ۔جس سے صرف واسطہ ہی متصف ہوتا ہے۔ جیسے صندوق میں بند چیز کی حرکت کے لیے صندوق کی حرکت واسطہ فی العروض ہے تو یہاں ایک ہی حرکت ہے جو صندوق کی صفت ہے اور جو چیز اس میں بند ہے اس کی صفت نہیں ہے۔

(۱۱) تقسیم تفکیکی۔تقسیم تحلیلی۔تقسیم قطعی۔تقسیم کسری۔ تقسیم خرقی۔تقسیم وہمی۔تقسیم فرضی

تقسیم[۱] کئی طرح سے ہوتی ہے جن میں سے ایک تقسیم تفکیکی ہے اور ایک تقسیم تحلیلی ۔تقسیم تفکیکی تین طرح سے ہوتی ہے۔قطعی، کسری، خرقی اور تقسیم تحلیلی دو طرح سے ہوتی ہے۔ وہمی ، فرضی، تقسیم تفکیکی اور تقسیم تحلیلی سے جو اجزا حاصل ہوتے ہیں۔وہ اجزائے غیر حقیقیہ کہلاتے ہیں۔

تقسیم تفکیکی : اس تقسیم کو کہتے ہیں جس کے بعد شئے کے اجزا خارج میں جدا جدا ہو جائیں۔

تقسیم تحلیلی: اس تقسیم کو کہتے ہیں جس کے بعد شئے کے اجزا خارج میں جدا جدا نہ ہوں یعنی ہیأت وحدانیہ کو معدوم مان لینے کا نام تقسیم تحلیلی ہے۔

تقسیم قطعی: اس تقسیم تفکیکی کو کہتے ہیں جو کسی آلۂ نافذہ مثلاً چھری تلوار وغیرہ سے ہو جیسے لکڑی کاٹنا۔

تقسیم کسری: اس تقسیم تفکیکی کو کہتے ہیں جو مصادمت شدیدہ سے ہو جیسے لکڑی توڑنا۔

تقسیم خرقی : اس تقسیم تفکیکی کو کہتے ہیں جو مصادمت خفیفہ سے ہو جیسے کاغذ پھاڑنا۔

تقسیم وھمی: اس تقسیم تحلیلی کو کہتے ہیں کہ جس کے بعد ہر حصہ کو ذہن جدا جدا پہچان لے مثلاً کسی لکڑی کا کچھ حصہ سرخ اور کچھ حصہ سیاہ رنگا ہو تو ذہن دونوں حصوں کو پہچان لے گا۔یا کسی لکڑی میں کہیں پر ایک نقطہ مان لیجئے تو اس نقطہ کے ایک طرف لکڑی کا ایک حصہ ہوگا اور دوسری طرف دوسرا حصہ اور دونوں حصوں کو ذہن پہچانے گا۔

تقسیم فرضی: اس تقسیم تحلیلی کو کہتے ہیں جس کے بعد ہر حصہ کو ذہن جدا جدا نہ پہچانے مثلاً ایک گز کی لکڑی لیجیے تو آپ کا ذہن فوراً یہ بتادے گا کہ اس لکڑی کے دو حصے ہاتھ ہاتھ بھر کے ہیں۔یا چار حصے بالشت بالشت بھر کے ہیں۔لیکن یہ طے نہ کر سکے گا کہ کون حصہ کہاں سے شروع یا کہاں ختم ہے۔یا کسی کپڑے میں ہلکا رنگ ہو اور کسی کپڑے میں شوخ رنگ۔تو ہر آدمی کا ذہن یہ بتائے گا کہ ایک کپڑے میں جتنا رنگ ہے دوسرے میں اس سے زیادہ ہے۔لیکن یہ طے نہ کر سکے گا کہ رنگ کا یہ حصہ اس رنگ کے برابر ہے اور رنگ کا وہ حصہ اس

---

[۱] قولہ تقسیم الخ شئے کی تقسیم کبھی اجزائے حقیقیہ کی طرف ہوتی ہے اور کبھی اجزائے غیر حقیقیہ کی طرف اجزائے غیر حقیقیہ کی طرف تقسیم صرف دو طرح سے ہوتی ہے تفکیکی۔تحلیلی اور اجزائے حقیقیہ کی طرف تقسیم صرف ایک طرح سے ہوتی ہے جس سے اجزائے ذہنیہ اور اجزائے خارجیہ حاصل ہوتے ہیں ۱۲ منہ۔

رنگ پر مزید ہے۔ جیسے آپ دو چھوٹی بڑی لکڑیوں کو جب ملاتے ہیں تو یہ طے کر لیتے ہیں کہ بڑی لکڑی کا یہ حصہ چھوٹی لکڑی کے برابر ہے اور وہ حصہ اس پر مزید ہے۔

(۱۲) حد مشترک

حد مشترک: اس حد کو کہتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے دو حصے مانے جائیں تو وہ دونوں حصوں کا مبدا یا دونوں حصوں کا منتہا ہو۔ مثلاً خط پر نقطہ مانئے تو وہ نقطہ اس خط کے دونوں حصوں کا مبدا یا دونوں حصوں کا منتہیٰ ہوگا۔ یونہی سطح کے دو حصوں کے درمیان خط اور جسم کے دو حصوں کی درمیان سطح۔ اور زمانہ کے دو حصوں کے درمیان آن حد مشترک ہے۔

(تنبیہ) شئے کے اجزائے مفروضہ کی حقیقت اور حد مشترک کی حقیقت باہم متخالف ہوتی ہیں ولہذا حد مشترک کو کسی جز میں ملا دینے سے اس جز میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی۔ اور کسی جز سے حد مشترک کو جدا کر لینے سے اس جز میں کچھ کمی نہیں آتی۔

(۱۳) قبول۔ قوت۔ استعداد۔ امکان استعدادی

قبول کے دو معنے ہیں۔ ایک معنی اتصاف[۱] ہے۔ خواہ موصوف سے اتصاف کا زمانہ مؤخر ہو یا مؤخر نہ ہو جیسے الشعر قابل للبیاض، والنار قابلة للحرارة۔ یعنی ان الشعر متصف بالبیاض، والنار متصفة بالحرارة۔ اس کو امکان ذاتی بھی کہا جاتا ہے یعنی البیاض للشعر ممکن والحرارة للنار ممکنة۔

قبول کا دوسرا معنی قوت اور استعداد ہے۔ یعنی جس صفت[۲] سے شئے عاری ہو اس صفت کے ساتھ متصف ہونے کی امید اور توقع ہونا جیسے النطفة قابلة للصورة الحیوانیة یعنی ان الصورة الحیوانیة المسلوبة عن النطفة متوقع اتصافها بها۔ اس کو امکان استعدادی بھی کہتے ہیں یعنی الصورة الحیوانیة للنطفة ممکن بالامکان الاستعدادی۔ تنبیہ:۔ امکان نفس الامری اور امکان استعدادی میں عموم خصوص مطلق ہے۔ امکان نفس الامری عام ہے اور امکان استعدادی خاص۔ یعنی امکان ذاتی سے اخص، امکان نفس الامری ہے اور نفس الامری سے اخص امکان استعدادی ہے۔

(۱۴) القابل و مایلزمه هل یجب وجوده مع المقبول

مقبول اگر وجودی ہو یا عدم ملکہ[۳] تو قابل اور اس کے لوازم کے بغیر مقبول کا وجود محال ہے یعنی مقبول کے وجود کے ساتھ قابل اور اس کے لوازم کا وجود واجب ہے۔ مثلاً حرارت کے ساتھ آگ کا وجود۔ سپیدی کے ساتھ بال کا وجود۔ صورت حیوانیہ کے ساتھ نطفہ کا وجود واجب ہے۔

---

۱ قولہ اتصاف یعنی مطلقاً لہذا یہ اتصاف بالفعل اور اتصاف بالقوہ دونوں کو شامل ہے۔ اور قبول بایں معنی اتصاف بالفعل سے عام اور امکان ذاتی کا مرادف ہے ۱۲

۲ قولہ جس صفت الخ قوت اور استعداد کا مفہوم تین امور سے مرکب ہے اول موصوف سے صفت کا سلب۔ لہذا آگ میں حرارت کی قوت اور استعداد نہیں۔ دوم صفت سے موصوف کا اتصاف ممکن ہونا لہذا جمادات میں نطق کی قوت اور استعداد نہیں۔ سوم موصوف کی ایسی حالت ہونا کہ اتصاف کی امید ہو لہذا مٹی میں صورت حیوانیہ کی قوت اور استعداد نہیں ۱۲۔

۳ قولہ وجودی ہو یا عدم ملکہ ان دونوں کے معنے تقابل کے بیان میں مذکور ہوئے ۱۲

سوال: یہ غلط ہے کہ صورت حیوانیہ کے ساتھ نطفہ کا وجود واجب ہے اس لیے کہ حیوان بن جانے کے بعد نطفہ کا وجود نہیں رہتا۔

جواب: حیوان[1] بن جانے کے بعد نطفہ موجود رہتا ہے البتہ اس پر نطفہ کا اطلاق باقی نہیں رہتا جیسے جوان ہو جانے کے بعد بچہ کا وجود رہتا ہے لیکن اس پر بچہ کا اطلاق باقی نہیں رہتا ولہذا کوئی یہ نہیں کہتا کہ جوان ہونے کے بعد میرا بچہ موجود نہ رہا۔

(۱۵) القابلية و الفعلية هل تجتمعان

قبول بمعنی قوت و استعداد یعنی امکان استعدادی اور اتصاف بالفعل کا اجتماع ممکن نہیں لہذا اتصاف بالفعل کے بعد قابلیت بمعنی قوت و استعداد زائل ہو جاتی ہے۔ اور امکان استعدادی باقی نہیں رہتا ہے مثلاً حیوان بن جانے کے بعد نطفہ میں حیوان بننے کی قابلیت بمعنی قوت و استعداد باقی نہیں رہتی۔ ہاں قبول بمعنی اتصاف یعنی امکان ذاتی اور اتصاف بالفعل کا اجتماع ممکن ہے۔ مثلاً سفید ہونے کے بعد بھی بال میں سفید ہونے کی قابلیت بمعنی اتصاف یعنی امکان ذاتی باقی رہتا ہے۔

(۱۶) علت۔ معلول۔ علت فاعلی۔ علت مادی۔ علت صوری۔ علت غائی

جو اپنے تحقق میں دوسرے کا محتاج ہو اس کو معلول اور دوسرے کو علت کہتے ہیں جیسے طلوع شمس علت ہے اور وجود نہار معلول۔ علت کی چار قسمیں ہیں۔ فاعلی۔ مادی۔ صوری۔ غائی

علت: اس چیز کو کہتے ہیں جس کا کوئی اپنے تحقق میں محتاج ہو۔ جیسے وجود نہار کی علت طلوع شمس ہے۔

معلول: اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے تحقق میں کسی کی محتاج ہو جیسے طلوع شمس کا معلول وجود نہار ہے۔

علت فاعلی: مامنه الشی کو کہتے ہیں یعنی جو معلول کا موجد ہو جیسے گھر کے لیے معمار اور زیور کے لیے سنار۔

علت مادی: مابه الشئ بالقوة کو کہتے ہیں یعنی وہ جز کہ جس سے معلول کا وجود بالقوہ ہو جیسے صندوق کے لیے لکڑی کے ٹکڑے۔

علت صوری: مابه الشئ بالفعل کو کہتے ہیں یعنی وہ جز کہ جس سے معلول کا وجود بالفعل ہو جیسے صندوق کے لیے اس کی ہیأت مخصوصہ۔

علت غائی: مالاجله الشی کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ اثر جو فاعل کے فعل کا باعث ہو جیسے صندوق کے مقاصد مخصوصہ۔

---

[1] (قوله حيوان الخ قال العلامة الخير آبادى فى شرح هداية الحكمة و قولهم القابل يجب وجوده مع المقبول المراد منه بقاء ذات القابل لا بقاءه مع وصف القابلية .اه. و قال الصدر الشيرازى ليس المراد منه ان القابل فى وقت كونه قابلا او من حيث هو قابل يجب وجوده مع المقبول بل المدعى ان ذات القابل بعد حصول المقبول فيها يجب ان يكون محلاله و الالم يكن القابل قابلا و هف و كما ان القبول بمعنى الاستعداد لا يجامع الفعل كذلك القابل بما هو قابل لايجامع المقبول بما هو قابل، لكونهما أيضا متقابلين ١٢)

(تنبیہ) علت غائی کا تصور معلول کے وجود سے پہلے ہوتا ہے اور علت غائی کا وجود خارجی معلول کے وجود کے بعد ہوتا ہے۔ معلول کی حقیقت میں علت مادی اور علت صوری داخل ہوتی ہیں اس لیے کہ یہ دونوں معلول کے اجزا ہیں۔ اور علت فاعلی اور علت غائی معلول کی حقیقت سے خارج ہوتی ہیں۔

(۱۷) علت تامہ

علت تامہ: اس علت کو کہتے ہیں جس کے علاوہ کسی چیز پر معلول کا وجود موقوف نہ ہو جیسے عقل اول کے لیے باری تعالیٰ علت تامہ ہے۔ نیز اس علت کو کہتے ہیں جس کے جز کے علاوہ کسی چیز پر معلول کا وجود موقوف نہ ہو جیسے صندوق کے لیے چاروں علتوں کا مجموعہ علت تامہ ہے۔ (بلفظ دیگر) علت تامہ اس علت کو کہتے ہیں جس سے خارج کسی چیز پر معلول کا وجود موقوف نہو۔ اور بعض لوگ علت تامہ اس علت کو کہتے ہیں کہ جس کے وجود سے معلول کا وجود لازم ہو۔ اس تعریف کی بنا پر علت صوری بھی علت تامہ ہے۔ اور پہلی تعریف کی بنا پر علت صوری علت تامہ نہیں ہے۔

(۱۸) تقدم کے معانی

تقدم ذاتی: ان دو چیزوں کی نسبت کو کہتے ہیں کہ جن میں سے ایک اپنے وجود میں دوسری کی محتاج ہو جیسے نماز پر طہارت کو اور قلم کی حرکت پر ہاتھ کی حرکت کو تقدم ذاتی ہے۔

تقدم زمانی: ان دو چیزوں کی نسبت کو کہتے ہیں کہ ان میں ایک سابق دوسری لاحق ہو۔ اور سابق لاحق کے ساتھ جمع نہ ہو سکے جیسے آج پر ایام ماضیہ کا تقدم۔ ابو جہل پر نمرود و فرعون کا تقدم زمانی ہے۔

تقدم شرفی: ان دو چیزوں کی نسبت کو کہتے ہیں کہ جن میں ایک کو دوسری پر فضیلت حاصل ہو جیسے جاہل پر عالم کو اور عمر پر ابو بکر کو تقدم شرفی ہے۔

تقدم رتبی: ان دو چیزوں کی نسبت کو کہتے ہیں کہ جن میں ایک کو دوسری کی بہ نسبت کسی مخصوص چیز سے زیادہ قرب حاصل ہو۔ جیسے صف اول کو صف ثانی پر۔ مقدمہ کو مسائل پر تقدم رتبی ہے۔ تقدم رتبی کو تقدم وضعی بھی کہتے ہیں۔ اسی کی ایک قسم تقدم ذکری ہے۔

(۱۹) تقدم عِلّی۔ تقدم طبعی

تقدم ذاتی کی دو قسمیں ہیں۔ تقدم علّی۔ تقدم طبعی

تقدم عِلّی: اس تقدم ذاتی کو کہتے ہیں کہ متقدم کے وجود سے متاخر کا وجود لازم ہو جیسے وجود نہار پر طلوع شمس کو تقدم عِلّی ہے۔

تقدم طبعی: اس تقدم ذاتی کو کہتے ہیں کہ متقدم کے وجود سے متاخر کا وجود لازم نہو۔ جیسے دو پر ایک کو تقدم طبعی ہے۔

(۲۰) اتصال حقیقی ۔ اتصال اضافی

اتصال حقیقی کے دو معنی ہیں[۱] اور اتصال اضافی کے بھی دو معنے ہیں۔

اتصال حقیقی (بالمعنی الاول) شی کی ایسی حالت کہ اس کے لیے ماہیت کے مرتبہ میں امتدادات ثلاثہ[۲] متقاطعہ علی زوایا قوائم ماننا صحیح ہو۔

اتصال اضافی (بالمعنی الاول) دو یا چند مقادیر کے لیے ایک حد ہونا جیسے زاویہ کے دو خطوں کا اتصال اس لیے کہ دونوں خطوں کی حد ایک نقطہ ہے۔

اتصال اضافی (بالمعنی الثانی) دو یا چند مقادیر کا ایسا ملنا کہ ایک کی حرکت سے دوسرے میں حرکت لازم ہو۔ جیسے ہڈی سے گوشت کا اتصال۔

(تنبیہ) اتصال حقیقی بالمعنی الاول کو جوہر کا فصل اور جسم کا جز مانتے ہیں۔ اور اتصال حقیقی بالمعنی الثانی کو کم[۳] کا فصل اور کم متصل کا جز بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ انقسام لا الی حد قبول کرنا اتصال حقیقی بالمعنی الثانی کے لیے لازم ہے۔

(۲۱) حلول ۔ حال ۔ محل ۔ موضوع

حلول ایسے موصوف وصفت کی نسبت کو کہتے ہیں کہ موصوف کے وجود کے بغیر صفت یا صفت کے تشخص کا وجود ممتنع بالذات ہو جیسے جسم و بیاض[۴] کی نسبت اور ہیولیٰ و صورت جسمیہ[۵] کی نسبت۔ ایسی صفت کو حال اور ایسے موصوف کو محل کہتے ہیں۔ لہذا بیاض حال اور جسم محل ہے۔ اور صورت جسمیہ حال اور ہیولیٰ محل ہے۔

حال: اس صفت کو کہتے ہیں جس کا وجود یا جس کے تشخص کا وجود موصوف کے وجود کے بغیر محال بالذات ہو۔

محل: اس موصوف کو کہتے ہیں جس کے وجود کے بغیر صفت یا صفت کے تشخص کا وجود محال بالذات ہو۔

موضوع: اس محل کو کہتے ہیں جس کا وجود حال کے وجود کے بغیر ممکن ہو لہذا جسم بیاض کا موضوع ہے اور ہیولیٰ صورت جسمیہ کا موضوع نہیں ہے۔

مادّہ: اس محل کو کہتے ہیں جس کا وجود حال کے وجود کے بغیر ممکن نہ ہو۔ لہذا ہیولیٰ صورت جسمیہ کا مادّہ ہے لیکن جسم بیاض کا مادہ نہیں۔

---

۱ قولہ اتصال حقیقی کے دو معنی ہیں ان میں پہلا معنی جسم کے ساتھ خاص ہے اور دوسرا عام ۱۲

۲ قولہ امتدادات ثلاثہ الخ یعنی طول عرض عمق ۱۲۔

۳ قولہ کم الخ عرض کی نو قسمیں ہیں جن میں سے ایک قسم کا نام کم ہے۔ اور کم کی دو قسمیں ہیں متصل و منفصل۔ کم متصل کو مقدار کہتے ہیں۔ کم کا معنی مقولات عشر کے بیان میں آئیگا۔ اور اس کے بعد کم متصل و کم منفصل کا معنی مذکور ہوگا۔

۴ قولہ جسم و بیاض الخ ان میں جسم موصوف ہے اور بیاض صفت اور جسم کے وجود کے بغیر بیاض کا وجود ممتنع بالذت ہے۔ ۱۲

۵ قولہ ہیولیٰ و صورت جسمیہ ان دونوں کے معنی عنقریب آئیں گے ان میں ہیولیٰ موصوف ہے اور صورت جسمیہ صفت اور ہیولیٰ کے وجود کے بغیر صورت جسمیہ کے تشخص کا وجود ممتنع بالذات ہے لما سیاتی ان الصورۃ الجسمیۃ محتاجۃ الی الہیولی فی تشخصہا دون وجودھا ۱۲ منہ

(۲۲) محل اور موضوع میں نسبت

محل اور موضوع میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ محل عام ہے اور موضوع خاص یعنی ہر موضوع محل ہے اور بعض محل موضوع نہیں جیسے صورت جسمیہ کا محل ہیولیٰ ہے لیکن موضوع نہیں۔

(۲۳) حلول سریانی۔ حلول طریانی

حلول کی دو قسمیں ہیں۔ سریانی وطریانی

حلول سریانی: اس حلول کو کہتے ہیں کہ حال محل کے ہر جز میں ہو۔ جیسے شہد میں مٹھاس کا حلول۔

حلول طریانی: اس حلول کو کہتے ہیں کہ حال محل کے کسی جز میں نہ ہو جیسے مذروع میں ذراع کا حلول۔ باپ میں ابوۃ یا بیٹے میں بنوۃ کا حلول۔ اور جسم میں سطح، یا سطح میں خط، یا خط میں نقطہ کا حلول۔

(تنبیہ) حلول طریانی میں چیز کا مجموعہ محل ہے۔ چیز کا ہر جز محل نہیں۔ نہ چیز کا کوئی جز۔ اس لیے حلول طریانی میں انقسام محل، انقسام حال کو مستلزم نہیں ہوتا۔ نہ عدم انقسام حال، عدم انقسام محل کو مستلزم ہوتا ہے۔ لہذا خط کی تقسیم نقطہ کی تقسیم کو مستلزم نہیں ہوتی۔ نہ نقطہ کا غیر منقسم ہونا خط کے غیر منقسم ہونے کو مستلزم ہے۔ اور حلول سریانی میں چونکہ حال اپنے محل کے ہر جز میں ہوتا ہے اس لیے حلول سریانی میں انقسام محل، انقسام حال کو مستلزم ہوتا ہے اور عدم انقسام حال، عدم انقسام محل کو مستلزم ہوتا ہے۔ لہذا ایسا نہیں ہوتا کہ مٹھاس کی تقسیم کے بغیر شہد کی تقسیم ہو جائے۔

(تنبیہ) حکماء کے نزدیک ہر محل ممکن الانقسام ہی ہے۔ لہذا حلول سریانی کی طرح حلول طریانی کا محل بھی حکما کے نزدیک ممکن الانقسام ہے۔ لیکن متکلمین کے نزدیک ہر محل ممکن الانقسام نہیں ہے۔ اس لیے متکلمین کے نزدیک حلول طریانی اس حلول کو کہتے ہیں کہ حال جس جہت سے غیر منقسم ہو اس کا محل بھی اس جہت سے غیر منقسم ہو۔ چنانچہ متکلمین کے نزدیک نقطہ کا حلول خط کے جزء غیر منقسم میں ہے۔ اور خط کا حلول سطح کے ایسے جز میں ہے جو صرف ایک جہت میں منقسم ہے۔ اور سطح کا حلول جسم کے ایسے جز میں ہے جو صرف دو جہت میں منقسم ہے۔ نبراس میں ہے۔ مابه يتقوم النقطة ليس الامحلها غير منقسم.

سوال: جس خط میں بالفعل دو نقطے پائے جاتے ہیں اس کے دونوں نقطوں کے محل اگر جدا جدا نہیں ہیں تو کسی نقطہ کی طرف ھذہ اور کسی کی طرف تلک سے اشارہ کیوں کیا جاتا ہے۔

جواب: جس خط میں بالفعل دو نقطے ہونگے وہ خط اپنی دونوں جانب میں مقطوع ہوگا اور وہی خط اس اعتبار سے کہ ایک جانب میں مقطوع ہے ایک نقطہ کا محل ہے اور وہی خط اس اعتبار سے کہ دوسری جانب میں مقطوع ہے دوسرے نقطہ کا محل ہے۔ یعنی دونوں نقطوں کا محل متحد بالذات اور متغائر بالاعتبار ہے اور محل میں تغایر اعتباری ہونا ہی دونوں نقطوں کے امتیاز کے لیے کافی ہے۔ اور جب دونوں میں امتیاز ہوگیا تو ایک کی طرف ھذہ اور دوسرے کی طرف تلک سے اشارہ صحیح ہے۔ وعلی ھذا القیاس چند خطوط کسی سطح میں حال ہوں تو ان

خطوط کا محل متحد بالذات اور متغائر بالاعتبار ہوگا۔ یونہی چند سطوح کسی جسم میں حال ہوں تو ان سطوح کا محل بھی متحد بالذات اور متغائر بالاعتبار ہوگا۔

(۲۴) جوہر۔ عرض

ممکن کی دو قسمیں ہیں۔ جوہر۔ عرض۔

جوہر: قائم بالذات کو کہتے ہیں یعنی جس ممکن کا وجود خارجی کسی موضوع میں نہو خواہ کسی محل میں حال ہی نہ ہو جیسے شجر۔ حجر۔ یا حال ہو لیکن کسی موضوع میں حال نہو جیسے صورت جسمیہ یا کسی موضوع میں حال ہو لیکن اس کا وجود خارجی کسی موضوع میں حال نہ ہو۔ جیسے شجر۔ حجر انسان کی صور ذہنیہ۔

عرض: قائم بالغیر کو کہتے ہیں یعنی جس ممکن کا وجود ذہنی اور وجود خارجی دونوں کسی موضوع میں حال ہو جیسی بیاض وسواد۔

(۲۵) مقولات عشر

ایک مقولہ جوہر ہے اور باقی نو مقولے عرض کے ہیں۔

جوہر: اس ممکن کو کہتے ہیں کہ جس کا وجود خارجی کسی موضوع میں نہو جیسے شجر۔ حجر۔ اور ان کی صور ذہنیہ۔

کم: اس عرض کو کہتے ہیں جو بالذات تقسیم قبول کرے[۱]۔ جیسے خط۔ سطح۔ پانچ۔ سات۔ آٹھ وغیرہ اعداد۔

کیف: اس عرض کو کہتے ہیں جو بالذات تقسیم قبول نہ کرے نہ اس کے معنی کا تعقل غیر پر موقوف ہو جیسے سواد۔ بیاض۔

این: شی کی اس حالت کو کہتے ہیں جو کسی مکان میں ہونے کے سبب شی کو عارض ہو۔

متی: شی کی اس حالت کو کہتے ہیں جو کسی زمانہ میں ہونے کے سبب شی کو عارض ہو۔

اضافت: ان دو چیزوں کی نسبت کو کہتے ہیں کہ ہر ایک کا تعقل دوسرے کے تعقل پر موقوف ہو جیسے اب و ابن کی نسبت۔

ملک: شی کی اس حالت کو کہتے ہیں جو محاط ہونے کے سبب شی کو عارض ہو اور اس کا مکان بدلنے سے محیط کا مکان بدل جائے۔ جیسے وہ حالت جو بدن کو کھال کے احاطہ سے یا آدمی کو قمیص پہننے یا عمامہ باندھنے سے عارض ہوتی ہے۔

وضع: شی کی اس حالت کو کہتے ہیں کہ شی کے اجزا کو غیر سے اور بعض اجزا کو دیگر اجزا سے نسبت ہونے کے سبب شی کو عارض ہو جیسے قائم یا قاعد کی حالت جو کھڑے یا بیٹھے ہونے سے اس کو عارض ہوتی ہے۔

فعل: شی کی اس حالت کو کہتے ہیں کہ غیر میں اثر کرنے کے وقت مؤثر ہونے کے سبب شی کو عارض ہو۔ جیسے وہ حالت جو لکڑی چیرنے کے وقت آرہ کش کو عارض ہوتی ہے۔

انفعال: شی کی اس حالت کو کہتے ہیں کہ غیر کا اثر قبول کرتے وقت متاثر ہونے کے سبب شی کو عارض ہو جیسے وہ حالت جو چرنے کے وقت لکڑی کو عارض ہوتی ہے۔

---

[۱] قولہ تقسیم قبول کرے یعنی عقل تقسیم کو جائز مانے ۱۲ منہ

(۲۶) کم متصل۔ کم منفصل۔ مقدار

کم متصل: اس کم کو کہتے ہیں جس کے اجزائے مفروضہ کے درمیان حد مشترک ہو جیسے خط۔سطح۔جسم تعلیمی۔زمانہ۔کم متصل کو مقدار بھی کہتے ہیں۔

کم منفصل: اس کم کو کہتے ہیں جس کے اجزائے مفروضہ[۱] کے درمیان حد مشترک نہ ہو جیسے پانچ۔سات۔آٹھ

(۲۷) ذو وضع۔ ذات وضع

جس شے کی طرف اشارہ حسیہ ممکن ہو اس کو ذو وضع اور ذات وضع کہتے ہیں۔یعنی مذکر کو ذو وضع اور مؤنث کو ذات وضع۔

(۲۸) نقطہ۔ جوہر فرد۔ جزء لایتجزأ

نقطہ: اس عرض کو کہتے ہیں جو طول وعرض وعمق کسی جہت میں کوئی تقسیم[۲] بالکل قبول نہ کرے نہ بالذات نہ بالعرض[۳] (بلفظ دیگر) جس عرض میں طول عرض عمق کچھ ممکن نہ ہو۔یعنی ہر ایک محال بالذات ہو۔

جوہر فرد: اس جوہر محسوس کو کہتے ہیں جو طول عرض عمق کسی جہت میں کوئی تقسیم قبول نہ کرے نہ بالذات نہ بالعرض (بلفظ دیگر) جس جوہر محسوس میں طول عرض عمق کچھ ممکن نہ ہو یعنی ہر ایک محال بالذات ہو۔

جزء لایتجزأ: اس جوہر فرد کو کہتے ہیں جو کسی جسم کا جز ہو (بلفظ دیگر) وہ جوہر فرد کہ جس سے جسم مرکب ہو۔

(۲۹) خط۔ سطح

خط: اس ممکن کو کہتے ہیں جو صرف ایک جہت میں تقسیم قبول کرے خواہ عرض ہو یا جوہر[۴] (بلفظ دیگر) جس ممکن میں صرف طول ہو۔

سطح: اس ممکن کو کہتے ہیں جو صرف دو جہتوں میں تقسیم قبول کرے خواہ عرض ہو یا جوہر (بلفظ دیگر) جس ممکن میں صرف طول وعرض مانے جاسکیں[۵]۔

---

۱ قولہ اجزائے مفروضہ الخ کم متصل کے اجزا بالقوہ ہیں اور کم منفصل کے اجزا بالفعل۔اجزائے مفروضہ کا اطلاق اجزا بالقوہ پر جیسے ہوتا ہے اجزا بالفعل پر بھی ہوتا ہے۱۲

۲ قولہ کوئی تقسیم الخ یعنی نہ قطعی نہ کسری نہ خرقی نہ وہمی نہ فرضی۱۲

۳ قولہ نہ بالذات نہ بالعرض بالذات کی نفی کم کو اور بالعرض کی نفی کیف کو خارج کرنے کے لیے ہے۱۲

۴ خواہ عرض ہو یا جوہر لہذا یہ تعریف خط جوہری اور خط عرضی دونوں پر صادق ہے یونہی سطح کی تعریف بھی سطح جوہری اور سطح عرضی دونوں پر صادق ہے۱۲منہ

۵ قولہ مانے جاسکیں یہ تعریف سطح متناہی اور سطح غیر متناہی دونوں پر صادق ہے۔اور اگر یوں تعریف کی جاتی کہ جس میں صرف طول عرض ہو تو سطح غیر متناہی پر تعریف صادق نہ آتی۔یونہی جسم تعلیمی کی تعریف جسم تعلیمی متناہی اور جسم تعلیمی غیر متناہی دونوں پر صادق ہے۔اور جسم طبعی کی تعریف بھی جسم طبعی متناہی اور جسم طبعی غیر متناہی دونوں پر صادق ہے۔مزید بحث جسم طبعی کی تعریف کے تحت حاشیہ میں آئے گی۔۱۲

(۳۰) جسم تعلیمی۔ جسم طبعی

جسم تعلیمی: اس عرض کو کہتے ہیں جو طول و عرض عمق تینوں جہتوں میں تقسیم قبول کرے۔ (بلفظ دیگر) جس عرض میں طول عرض عمق تینوں مانے جاسکیں۔

جسم طبعی کی تعریف سات طرح سے کی جاتی ہے اور سب کا مآل ایک ہی ہے۔

(۱) جسم طبعی: اس جوہر کو کہتے ہیں جو طول عرض عمق تینوں جہتوں میں کسی واسطہ سے حقیقۃ[1] تقسیم قبول کرے[2]۔

(۲) جسم طبعی: اس جوہر کو کہتے ہیں جس میں کسی واسطہ سے طول عرض عمق تینوں حقیقۃ مانے جاسکیں۔

(۳) الجسم الطبعي: هو جوهر قابل للابعاد الثلاثة المتقاطعة على زوايا قوائم[3] یعنی حقیقة وبالواسطة۔

(۴) الجسم الطبعي: هو جوهر مركب قابل للانقسام في الجهات الثلاث۔

(۵) الجسم الطبعي: هو جوهر مركب قابل للابعاد الثلاثة المتقاطعة على زوايا قوائم۔

(۶) الجسم الطبعي: هو جوهر قابل للانقسام في الجهات الثلاث بواسطة جزئه۔

(۷) الجسم الطبعي: هو جوهر يمكن فيه[4] فرض ابعاد ثلاثة متقاطعة على زوايا قوائم۔

(تنبیہ) عرض کی چاروں قسمیں یعنی نقطہ۔ خط۔ سطح اور جسم تعلیمی یونہی جوہر فرد۔ خط جوہری وغیرہ جسم کی تعریف سے خارج ہیں۔ جسم کی یہ تعریفات متاخرین حکما کے مذہب پر مبنی ہیں۔ جسم کی ایسی تعریف جو حکماے متقدمین ومتاخرین اور متکلمین سب کے مذہب پر جامع مانع ہو ممکن نہیں۔

سوال: جسم طبعی کی تعریف میں لفظ فرض بے فائدہ ہے۔

جواب: اگر لفظ فرض نکال دیا جائے تو جسم طبعی کی تعریف افلاک پر صادق نہیں آئے گی اس لیے کہ افلاک میں ابعاد ثلاثہ ممکن نہیں بلکہ محال بالغیر ہیں اور جسم کی تعریف میں امکان سے امکان نفس الامری ہی مراد ہے۔

---

[1] قولہ حقیقۃ الخ ہیولی۔ صورت جسمیہ اور جسم یہ تینوں قابل ابعاد ثلاثہ ہیں لیکن صورت جسمیہ اور جسم حقیقۃ قابل ابعاد ثلاثہ ہیں اور ہیولی کو مجازاً قابل ابعاد ثلاثہ کہا جاتا ہے اس بنا پر کہ اس میں صورت جسمیہ حال ہے۔ اور صورت جسمیہ بالذات بھی قابل ابعاد ثلاثہ ہے اور جسم بالذات قابل ابعاد ثلاثہ نہیں ہے بلکہ صورت جسمیہ کے واسطہ سے وہ تقسیم قبول کرتا ہے۔ جسم طبعی کی تعریف میں واسطہ کی قید صورت جسمیہ کو خارج کرنے اور حقیقۃ کی قید ہیولی کو خارج کرنے کے لیے ہے ۱۲

[2] قولہ تقسیم قبول کرے یعنی عقل ایسی تقسیم کو جائز مانے ۱۲

[3] قولہ زوایا قوائم۔ ایک خط دوسرے خط کے درمیان کسی حصہ سے ملتا ہے تو اس خط کی دونوں کروٹوں میں ملتقی کے پاس دو موڑ پیدا ہوتے ہیں ہر موڑ کا نام زاویہ ہے۔ اگر دونوں کروٹوں میں دونوں موڑ برابر ہوں تو وہ دونوں زاویہ قائمہ ہیں ورنہ بڑا موڑ منفرجہ ہے اور چھوٹا حادہ ۱۲

[4] قولہ یمکن فیہ الخ ای لا یمتنع فیه بالذات ولا بالغیر فرض ابعاد ثلاثة الخ ۱۲ منه

سوال: جسم طبعی کی تعریف میں لفظ فرض ہوتے ہوئے امکان کا ذکر بے فائدہ ہے۔ یعنی جسم طبعی کی تعریف اس طرح کی جاتی۔ هو جوهر مفروض الابعاد الثلاثة۔

جواب: اس تعریف کی بنا پر جسم کی جسمیت فرض کے تابع ہو جائے گی اور ابعاد ثلاثہ فرض کئے جانے سے پہلے شجر حجر وغیرہ پر جسم کا اطلاق صحیح نہ ہوگا۔

سوال: نفوس اور عقول عشرہ میں ابعاد ثلاثہ ماننا ممکن ہیں لہذا نفوس اور عقول عشرہ پر جسم طبعی کی تعریف صادق آگئی۔

جواب: فرض سے یہاں تجویز عقلی مراد ہے نہ کہ فرض محض۔ اور نفوس وعقول عشرہ میں ابعاد ثلاثہ ماننے سے ان کی حقیقت باقی نہیں رہتی اس لیے ان پر جسم کی تعریف صادق نہیں ہے۔

سوال: جسم غیر متناہی میں ابعاد ثلاثہ نہ بالفعل پائے جاتے ہیں نہ مانے جاسکتے ہیں۔ ورنہ متناہی ہونا لازم آئے گا لہذا جسم کی تعریف جامع نہیں۔

جواب: بعض اجسام مثلاً اینٹ وغیرہ میں چھ سطحیں، بارہ خط بالفعل پائے جاتے ہیں۔ یہ سطوح اور خطوط ابعاد طرفیہ کہلاتے ہیں۔ ان ابعاد طرفیہ کے علاوہ ثخن میں بالفعل کوئی بعد نہیں ہوتا لیکن ثخن میں تین بعد مانے جاسکتے ہیں۔ وہ ابعاد جو ثخن میں مانے جائیں گے ابعاد ثخنیہ کہلائیں گے جسم کی تعریف میں ابعاد ثخنیہ ہی مراد ہیں نہ کہ ابعاد طرفیہ[1] اور جسم میں ابعاد ثخنیہ ماننے سے جسم کا متناہی ہونا لازم نہیں آتا[2]۔

سوال: "قابل الابعاد الثلاثة" میں قبول کا کیا معنی ہے۔ اگر قوت واستعداد ہے تو صحیح نہیں۔ اس لیے کہ قوت واستعداد ہیولٰی کا خاصہ ہے۔ اور اگر قبول کا معنی اتصاف ہے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ اس لیے کہ جسم ابعاد ثلاثہ سے متصف نہیں۔

جواب: قبول کا معنی اتصاف ہی ہے لیکن جسم کی تعریف میں مسامحہ ہے۔ مراد یہ ہے۔ الجسم الطبعی هو جوهر متصف بكونه صالحا لانتزاع الابعاد الثلاثة المتقاطعة على زوايا قوائم منه۔

سوال: اگر جسم طبعی کی تعریف یوں کی جاتی هو جوهر طويل عريض عميق تو جامع مانع ہوتی یا نہیں۔؟

جواب: یہ تعریف مٹی۔ لکڑی وغیرہ کے کرہ پر صادق نہیں آتی نہ جسم غیر متناہی پر صادق آتی اس لیے یہ تعریف جامع نہیں ہوتی۔

---

[1] قولہ نہ کہ ابعاد طرفیہ اقول ينبغي ان لا يكون الابعاد الطرفية مرادة في تعريف السطح ايضا لانها غير ممكنة في سطح غير متناه وانما يمكن فيه بعد وسطي و هو الذي يكون وسط السطح و هو غير موجود بالفعل في السطح متناهيا كان او غير متناه فلذا قلنا في تعريف السطح جس ممکن میں صرف طول وعرض مانے جاسکیں ولم نقل جس ممکن میں صرف طول وعرض ہوں ۱۲

[2] قولہ لازم نہیں آتا۔ اس لیے کہ جسم غیر متناہی کے ثخن میں ایک خط غیر متناہی مانیے اور اس کا نام طول رکھیے۔ پھر دوسرا خط غیر متناہی اس کے ثخن میں مانیے جوزوایا قوائم پر پہلے خط کا تقاطع کرے اس کا نام عرض رکھیے پھر تیسرا خط غیر متناہی اس کے ثخن میں مانیے جوان دونوں خطوں کا تقاطع زوایا قوائم پر کرے اس کا نام عمق رکھیے تو ایسے تین بعد ماننے سے کسی جانب بھی جسم کا متناہی ہونا لازم نہیں آئے گا۔ ۱۲

(۳۱) صورت جسمیہ

صورت جسمیہ: اس جوہر کو کہتے ہیں جو طول عرض عمق تینوں جہتوں میں حقیقۃً[1] اور بالذات تقسیم قبول کرے یا جوھرٌ ممتد فی الجھات الثلاث بذاتہ (وبعبارۃ اخریٰ) جوھر متصل بذاتہ حقیقۃ۔

(۳۲) ہیولیٰ

کـلُّ جسم فھو مرکب من جوھرین یحل احدھما فی الآخر الحال ھو الصورۃ الجسمیۃ و المحل ھو الھیولیٰ[2]۔

جاننے اور پہچاننے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ سونا چاندی سب جانتے ہیں لیکن سب نہیں پہچانتے۔ روح کو سب جانتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں۔ ہر منطقی جانتا ہے کہ علم مابہ الانکشاف کا نام ہے لیکن سب اسے نہیں پہچانتے۔ کوئی صورت حاصلہ کو علم بتاتا ہے۔ کوئی حصول صورت کو۔ کوئی عالم ومعلوم کے درمیان اضافت کو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ہر فلسفی بلکہ ہر خاص وعام یہ جانتا ہے کہ جسم میں کوئی ایسی چیز ہے جو اتصال وانفصال کو قبول کرتی ہے۔ حیوانی نباتاتی جماداتی وغیرہ صورتوں کو قبول کرتی ہے۔ مثلاً ہر ایک کو معلوم ہے کہ بیج سے پودا، نطفہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ہرگز کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ بیج کی صورت باقی ہے اور پودا بھی بن گیا اور نطفہ کی صورت باقی ہے اور وہ بچہ بھی بن گیا اس لیے کہ یہ عقل کے بالکل خلاف اور باطل ومحال ہے اور ہرگز کوئی یہ بھی نہیں سمجھتا کہ بیج اور نطفہ بالکلیہ معدوم ہوگئے۔ پودا اور بچہ یونہی پیدا ہوگئے۔ پودے میں بیج کا اور بچہ میں نطفہ کا کوئی جز شامل نہیں۔ اس لیے کہ اگر کوئی ایسا سمجھتا تو کبھی یہ نہ کہتا کہ یہ بچہ زید کے نطفہ سے ہے اور وہ بچہ بکر کے نطفہ سے۔ اور نہ یہ کہتا کہ یہ پودا زید کے ڈالے ہوئے بیج سے ہے اور وہ پودا بکر کے ڈالے ہوئے بیج سے۔ بلکہ سب یہی سمجھتے ہیں کہ جس جوہر میں نطفہ کی صورت تھی اس سے نطفہ کی صورت زائل ہوگئی اور اس کے بدلے اب اس میں بچہ کی صورت آگئی ہے۔ اور جس جوہر میں بیج کی صورت تھی اس سے بیج کی صورت فنا ہوگئی اور اس کے بجائے اب اس میں پودے کی صورت سما گئی۔ یونہی ایک گلاس کا پانی دو گلاسوں میں بانٹ دیجئے تو کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ وہ پانی بالکلیہ منعدم ہوگیا اور ان دو گلاسوں میں نیا پانی آگیا ہے بلکہ سب یہی سمجھیں گے کہ جو پانی پہلے متصل واحد تھا اب دو گلاسوں میں دو منفصل ہے۔ پھر دونوں گلاسوں کا پانی ملا دیجئے تو کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ ان دو گلاسوں کا پانی فنا ہوگیا اور یہ نیا پانی ایک گلاس میں پیدا ہوگیا ہے۔ بلکہ سب یہی سمجھیں گے کہ جو پانی دو گلاسوں میں تھا اب ایک گلاس میں ہے یعنی جو پہلے منفصل تھا اب متصل ہے۔

اتصال وانفصال کو قبول کرنے والی حیوانی، نباتاتی، جماداتی وغیرہ صورتوں کو قبول کرنے والی جو چیز جسم میں ہے اس کا نام بالاتفاق ہیولیٰ ہے۔ ہیولیٰ کو سب جانتے اور اس کو بالاتفاق موجود مانتے ہیں لیکن سب اس کو نہیں

---

[1] قولہ حقیقۃً الخ حقیقۃً کی قید ہیولیٰ کو اور بالذات کی قید جسم طبعی کو خارج کرنے کے لیے ہے ۱۲

[2] قـولـہ الھیـولـیٰ: قال ولی اللہ فی حاشیتہ علی صدرا الھیولیٰ بفتح الاول و ضم الیاء مع التخفیف و قیل بفتح الاول و تشدید الیاء ۱۲ منہ

پہچانتے کہ وہ کیا چیز ہے۔ کوئی صورت جسمیہ کو ہیولیٰ بتاتا ہے۔ اور کوئی جواہر فردہ کو اور کوئی خطوط جوہریہ اور کوئی سطوح جوہریہ کو ہیولیٰ مانتا ہے۔ اور کوئی یہ کہتا ہے کہ هو اجسام صغارٌ صلبة لایمکن انقسامها فی الخارج اور کوئی یہ کہتا ہے۔ هو جوهرٌ قائم بذاته لیس متصلا فی نفسه و لامنفصلا فی حد ذاته و لا واحداً فی نفسه و لا متعدداً فی حد ذاته بل هو فی ذلك تابع لجوهر متصل فی نفسه فیكون واحداً بوحدته و متعددا بتعدده ۔ یعنی ہیولیٰ وہ جوہر ہے جس کے منافی نہ اتصال ہے نہ انفصال نہ وحدت نہ کثرت ۔ ایک متصل اس میں حال ہو تو وہ ایک متصل ہے اور چند متصل اس میں حال ہوں تو وہ چند متصل ہے۔ مثلا ایک گلاس میں پانی رکھئے تو اس کا ہیولیٰ ایک متصل ہے اور دو گلاسوں میں، پانی رکھئے تو دونوں گلاسوں کے پانی کا ہیولیٰ دو متصل ہے ۔ اور ایک گلاس کا پانی دو گلاسوں میں بانٹ دیجئے تو پانی کے ہر حصہ کا ہیولیٰ دوسرے حصہ کے ہیولیٰ سے منفصل ہے اور دونوں دو متصل ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہیولیٰ کا معنی اور مفہوم سب جانتے ہیں کہ۔ هو امرٌ قابل للاتصال و الانفصال الذین یطرء ان فی الحس علی الاجسام المحسوسة و قابل للهیاة النطفیة و الحیوانیة و النباتیة و الجمادیة و غیر ذلك اور ہیولیٰ کو بالاتفاق سب موجود مانتے ہیں لیکن ہیولیٰ کے مصداق میں اختلاف کرتے ہیں۔

(۱) ہیولیٰ کا مصداق صورت جسمیہ ہے۔ اس مذہب پر جسم طبعی بسیط ہے اور جسم طبعی، ہیولیٰ، صورت جسمیہ تینوں ایک ہی چیز ہیں۔

(۲) ہیولیٰ کا مصداق جواہر فردہ ہیں۔ اس مذہب پر اجزاء لا تتجزأ سے جسم طبعی مرکب ہے۔

(۳) ہیولیٰ کا مصداق خطوط جوہریہ ہیں۔ اس مذہب پر خطوط جوہریہ سے جسم طبعی مرکب ہے۔

(۴) ہیولیٰ کا مصداق سطوح جوہریہ ہیں۔ اس مذہب پر سطوح جوہریہ سے جسم طبعی مرکب ہے۔

(۵) ہیولیٰ کا مصداق سطوح اجسام صغیرہ ہیں۔ اس مذہب پر اجسام صغیرہ سے جسم طبعی مرکب ہے۔

(۶) ہیولیٰ کا مصداق وہ جوہر قائم بذاتہ ہے جو فی نفسہ نہ واحد ہے نہ متعدد نہ متصل نہ منفصل یعنی نہ وحدت اس کے منافی نہ کثرت نہ اتصال نہ انفصال ۔ وہ اتصال کو بھی قبول کر لیتا ہے۔ اور انفصال کو بھی وحدت کو بھی کثرت کو بھی۔ یہ حکمائے مشائین کا مذہب ہے اس مذہب پر ہیولیٰ اور صورت جسمیہ دو ہی جز سے جسم مرکب ہے صورت جسمیہ حال ہے اور ہیولیٰ محل۔

سوال: مشہور یہ ہے کہ متکلمین وغیرہ ہیولیٰ کا وجود نہیں مانتے ۔ اور اس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ہیولیٰ کو سب موجود مانتے ہیں۔

جواب: حکمائے مشائین کا مذہب اتنا مشہور ہو گیا ہے کہ ہیولیٰ جب بولا جاتا ہے تو اس کا وہی مصداق مراد ہوتا ہے جو حکماء مشائین بتاتے ہیں۔ لہذا قول مشہور کا مطلب یہ ہے کہ مشائین کا بتایا ہوا ہیولیٰ موجود نہیں۔

(تنبیہ) اس کتاب میں بھی آئندہ جہاں جہاں ہیولیٰ بولا جائے گا۔ اس سے مشائین کا بتایا ہوا ہیولیٰ مراد ہوگا۔

(۳۳) جسم مفرد۔ جسم مرکب۔

جسم مفرد: اس جسم طبعی کو کہتے ہیں جو اجسام سے مرکب نہ ہو۔ جیسے افلاک۔ عناصر اربعہ
جسم مرکب: اس جسم طبعی کو کہتے ہیں جو اجسام سے مرکب ہو۔ جیسے حیوان۔ صندوق۔ میز وغیرہ۔

(۳۴) مذاہب اربعہ مشہورہ

جسم مفرد بالاتفاق اجزائے تحلیلیہ مقداریہ کی طرف قابل انقسام ہے۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس کے سارے اجزائے مقداریہ ممکنہ اس میں موجود بالفعل ہیں یا موجود بالقوہ ہیں۔ اور بہر تقدیر وہ اجزائے مقداریہ متناہی ہیں یا غیر متناہی۔

(۱) جمہور متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ جسم مفرد کے سارے اجزائے تحلیلیہ مقداریہ ممکنہ متناہی موجود بالفعل اور لاتجزأ ہیں جن میں کوئی تقسیم ممکن نہیں نہ وہمی نہ فرضی۔ اس مذہب پر جسم طبعی اجزائے لاتجزأ سے مرکب ہے۔

(۲) عبد الکریم شہرستانی مؤلف کتاب الملل والنحل کا یہ مذہب ہے کہ جس مفرد کے سارے اجزائے تحلیلیہ مقداریہ ممکنہ متناہی موجود بالقوہ اور لاتجزأ ہیں۔ اس مذہب پر جسم طبعی متصل واحد ہے۔ جس میں بالفعل کوئی جز تحلیلی مقداری نہیں۔

(۳) نظام معتزلی کا مذہب یہ ہے کہ جسم مفرد کے سارے اجزائے تحلیلیہ مقداریہ ممکنہ غیر متناہی موجود بالفعل اور لاتجزأ ہیں۔ اس مذہب پر جسم طبعی اجزائے غیر متناہیہ بالفعل سے مرکب ہے۔

(۴) حکمائے مشائین واشراقیین کا یہ مذہب ہے کہ جسم مفرد کے سارے اجزائے تحلیلیہ مقداریہ ممکنہ غیر متناہی اور موجود بالقوہ ہیں۔ اس مذہب پر جسم طبعی متصل واحد ہے جس میں بالفعل کوئی جز تحلیلی مقداری نہیں لیکن اجزائے متجزءہ کی طرف تقسیم ممکن ہے۔ اور کسی حد پر پہنچ کر تقسیم فرضی رکنے والی نہیں۔

(۳۵) الشکل

الشکل هو الهيأة الحاصلة من احاطة الحد الواحد فاكثر احاطة تامة بالمقدار[1] في المحيط و المحاط.

شکل اس ہیئت کو کہتے ہیں کہ کسی مقدار کو ایک یا چند حدود کے احاطہ تامہ کرنے سے محیط یا محاط میں پیدا ہو۔ جیسے دائرہ کی ہیئت اور محیط دائرہ کی۔ مثلث کی ہیئت اور اس کے تینوں اضلاع کی۔

(۳۶) الهيولىٰ والصورة الجسمية متلازمتان[2]

یعنی ہیولیٰ[1] اپنے وجود میں صورت جسمیہ کی ماہیت کا محتاج ہے اور صورت جسمیہ اپنے تشخص و تشکل میں ہیولی کی محتاج ہے۔ لہذا صورت جسمیہ کی ماہیت ہیولی پر مقدم ہے، اور ہیولی صورت جسمیہ کے اشخاص پر مقدم ہے۔

---

[1] قوله مقدار . اس کا معنی مذکور ہو چکا۔ [2] قوله یعنی هیولیٰ قال في الهدية السعيدية فالهيولىٰ محتاجة الى الصورة في تحصلها و بقائها و الصورة محتاجة الى الهيولى في تشخصها و تشكلها من دون لزوم دور ۱۲ منه

(۳۷) صورت نوعیہ

صورت نوعیہ: اس جوہر کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے جسم کی انواع میں باہم امتیاز پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً انسان کی صورت گھوڑے کی صورت۔ گدھے کی صورت۔ صورت جسمیہ کی طرح صورت نوعیہ بھی ہیولیٰ میں حال ہے اور اپنے تشخص میں ہیولیٰ کی محتاج ہے اور جیسے فصل کے بغیر جنس کسی نوع کا جز نہیں بنتی اسی طرح صورت نوعیہ کے بغیر ہیولیٰ کسی جسم کا جز نہیں بنتا۔[1]

سوال: جسم کیا ہیولیٰ۔ صورت جسمیہ۔ صورت نوعیہ تین اجزا سے مرکب ہے۔

جواب: جسم مطلق صرف دو جز یعنی ہیولیٰ اور صورت جسمیہ سے مرکب ہے۔ اور جسم کی انواع تین جز سے مرکب ہیں۔

سوال: صورت نوعیہ جسم مطلق کا جز نہیں ہے تو کیا جسم مطلق کو عارض ہے۔

جواب: ہاں۔ جیسے نامی جسم مطلق کو عارض اور جسم نامی کا جز ہے۔

(۳۸) الهيولات عشرة والصورة الجسمية واحدة والصور النوعية كثيرة

یعنی ہیولات عالم دس نوع ہیں۔ ایک نوع عناصر اربعہ کا جز ہے اور نو انواع افلاک تسعہ کے جز ہیں یعنی مطلق ہیولیٰ جنس ہے اور دسوں ہیولیٰ مختلف الحقائق ہیں۔ اور صورت جسمیہ ایک نوع ہے جو سارے عالم کے اجسام کا جز ہے۔ یعنی سارے عالم کی صور جسمیہ متفق الحقائق ہیں۔ اور صورت نوعیہ کی بہت انواع ہیں جسم کی ہر نوع کے لیے جدا جدا صورت نوعیہ ہیں۔ لہذا آگ کی صورت نوعیہ۔ ہوا کی صورت نوعیہ۔ مٹی کی صورت نوعیہ پانی کی صورت نوعیہ مختلف الحقائق ہیں۔

سوال: آگ کا ہیولیٰ۔ پانی کا ہیولیٰ۔ مٹی کا ہیولیٰ۔ ہوا کا ہیولیٰ باہم متفق الحقائق ہیں یا مختلف الحقائق۔

جواب: متفق الحقائق۔ اس لیے کہ عناصر اربعہ کا ہیولیٰ ایک نوع ہے۔

سوال: کالی مٹی کی صورت نوعیہ سرخ مٹی کی صورت نوعیہ۔ زرد مٹی کی صورت نوعیہ متفق الحقائق ہیں یا مختلف الحقائق۔

جواب: متفق الحقائق۔

---

[1] قولہ اسی طرح صورت نوعیہ الخ فكما ان الهيولىٰ والصورة الجسمية متلازمتان كذلك الهيولىٰ والصورة النوعية متلازمتان ولست اعنى بذلك ان صورة نوعية خاصة تلازم الهيولىٰ فان الهيولىٰ قد تفارقها الى بدل و تخلع صورة و تلبس اخرى بل انما اعنى ان الهيولىٰ لا تخلو عن صورة نوعية ـ اية صورة نوعية كانت۔ هدية سعيدية ۱۲ منه

(۳۹) تخلخل . تکاثف

تخلخل: جسم میں کچھ شامل ہوئے بغیر جسم کی مقدار زیادہ ہونا۔

تکاثف: جسم سے کچھ حصہ جدا ہوئے بغیر جسم کی مقدار گھٹ جانا۔

تخلخل تکاثف کے وجود پر یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ تنگ منہ کی شیشی پانی پر اوندھی کی جاتی ہے تو پانی اس میں نہیں سماتا لیکن جب اس کی ہوا اچھی طرح چوس کر پانی پر اوندھی کی جاتی ہے تو اس میں پانی سما جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب اس کی ہوا اچھی طرح چوسی گئی تو کچھ ہوا باہر آ گئی اور کچھ ہوا اس میں باقی رہ گئی جو پھیل کر پوری شیشی میں بھر گئی اس لیے کہ خلا محال ہے[1] ہوا کا پھیلنا تخلخل کے وجود پر دلیل ہے پھر جب پانی پر شیشی اوندھی کی گئی تو ہوا سمٹی اور اس کی جگہ جو خالی ہوئی اس میں پانی بھر گیا۔ ہوا کا سمٹنا تکاثف کے وجود پر دلیل ہے۔

(۴۰) مکان۔ حیز

المکان: هو السطح الباطن من الجسم الحاوی المماس للسطح الظاهر من الجسم المحوی۔

الحیز: مابه یتمایز الاجسام فی الاشارة الحسیة۔

یعنی ایک جسم حاوی اور دوسرا جسم محوی ہو اور جسم محوی کی سطح ظاہر سے جسم حاوی کی سطح باطن مماس ہو تو جسم حاوی کی سطح باطن جسم محوی کا مکان کہلائے گی۔

اور حیز اس شئ کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے ہر جسم کی طرف جدا جدا اشارۂ حسیہ ہوتا ہے۔

(تنبیہ) فلک الافلاک کے لیے مکان نہیں ہے۔ اور حیز ہے۔ اور فلک الافلاک کی علاوہ باقی تمام اجسام کے لیے مکان اور حیز دونوں ہیں۔

(۴۱) تداخل

تداخل: ایک حیز میں چند چیزوں کا اس طرح ہونا کہ جسم میں زیادتی نہ ہو اور ایک کی طرف اشارۂ حسیہ بعینہ دوسری چیز کی طرف اشارۂ حسیہ ہو مثلاً دو سطحوں کو ملایئے تو ان کے دونوں خط ایک حیز میں ہونگے اور دونوں خط ملکر حجم میں زیادہ نہ ہونگے۔ اور ایک خط کی طرف اشارہ بعینہ دوسرے خط کی طرف اشارہ ہوگا۔ یا دو خطوں کو ملایئے تو ان کے دونوں نقطے ایک حیز میں ہونگے۔ اور دونوں نقطوں کے ملنے سے حجم میں زیادتی نہ ہوگی۔ اور ایک نقطہ کی طرف اشارہ بعینہ دوسرے نقطہ کی طرف اشارہ ہوگا۔

---

[1] قولہ خلا محال ہے۔ یہ حکما کا مذہب ہے۔ اور خلا کا معنی یہ ہے مکان مکین سے خالی ہو ۱۲

(تنبیہ) جوہر کا جوہر میں تداخل محال ہے[1]۔

(۴۲) کل جسم فله شکل طبعی و حیز طبعی

پانی کو پیالی۔ گلاس۔ بوتل میں رکھنے سے اس کی شکلیں جدا جدا ہونگی۔ یہ شکلیں عارضی ہیں جو پیالی۔ گلاس بوتل کے گھیرنے سے پیدا ہوئیں۔ اگر کوئی چیز پانی کو نہ گھیرے تو اس کی شکل کچھ اور ہوگی۔ عارضی شکل کو شکل قسری اور غیر عارضی شکل کو شکل طبعی کہتے ہیں۔

پانی کو برتن میں رکھئے تو اس کا ایک حیز ہوگا لیکن یہ حیز عارضی ہوگا جب اس کو کوئی روکنے والا نہ ہو تو اس کا حیز کچھ اور ہوگا۔ عارضی حیز کو حیز قسری اور غیر عارضی حیز کو حیز طبعی کہتے ہیں۔

ہر جسم کے لیے صرف ایک شکل طبعی اور صرف ایک حیز طبعی ہے۔ حیز طبعی میں پہنچ کر جسم سکون چاہتا ہے اور کسی عارض کی بنا پر حیز طبعی سے خارج ہونے پر حیز طبعی کی طرف حرکت چاہتا ہے۔

(۴۳) حرکت۔ سکون

الحرکة: هی الخروج من القوة الی الفعل تدریجا۔

والسکون: هو عدم الحرکة عما من شانه الحرکة۔

(۱) بعض موجودات مثلاً باری تعالیٰ ہر جہت سے بالفعل ہے اور کسی جہت سے وہ بالقوۃ نہیں یعنی اس کا ہر کمال بالفعل ہے اور اس کا کوئی کمال قابل انتظار نہیں۔ اور اکثر موجودات کسی نہ کسی جہت سے بالقوہ ہیں مثلاً نابالغ کا بلوغ، بے شعور کا شعور، بے علم کا علم بالقوہ ہے۔

(۲) نابالغ کا بلوغ ہمیشہ بالقوہ نہیں رہتا کبھی بلوغ بالفعل ہو جاتا ہے۔ یونہی بے شعور کا شعور اور بے علم کا علم بھی بالفعل ہو جاتا ہے۔

(۳) قوت چھوڑ کر فعل کے ساتھ متصف ہونا کبھی دفعتاً ہوتا ہے اور کبھی تدریجاً[2] یعنی رفتہ رفتہ۔ ہند سے عرب جانا رفتہ رفتہ ہی ہوتا ہے نہ کہ دفعتاً۔ قوت چھوڑ کر فعل کے ساتھ تدریجاً متصف ہونے کا نام حرکت ہے اور جس میں حرکت ممکن ہے[3] اس میں حرکت نہ ہونے کا نام سکون ہے۔

---

[1] جوہر کا جوہر میں الخ قیل منقوضة بتداخل الصورة فی الهیولی واجیب بانه لاوضع بالذات للهیولی حتی تتحد مع الصورة فی الاشارة الحسیه فلاتداخل فیهابالتفسیر المذکور واعلم ان التداخل ممتنع فی المقادیر من حیث هی مقادیر فمالا مقدارله اصلا کالنقطة لایمتنع التداخل فیه بوجه من الوجوه و ماله مقدار فی جهة واحدة فقط امتنع التداخل فیه من تلك الجهة فقط فیمتنع تداخل الخط فی الخط فی جهة الطول فقط و ماله مقدارفی جهتین فقط امتنع التداخل فیه من تینك الجهتین دون الجهة الثالثة فیمتنع تداخل السطح فی السطح فی جهتی الطول والعرض فقط و ماله مقدار فی الجهات الثلاث امتنع التداخل فیه فی الجهات الثلاث۔

[2] قولہ تدریجاً الخ قوت و فعل کے درمیان واسطہ نہیں اس لیے قوت سے فعل کی طرف تدریجاً نکلنے کا مطلب غالباً یہ ہے کہ فعل سے قرب بڑھتا جائے یہاں تک کہ فعل کی طرف منتقل ہو کر بالفعل ہو جائے ۱۲۔

[3] قولہ جس میں حرکت ممکن ہے الخ لہذا جس میں حرکت ممکن نہیں وہ نہ متحرک ہے نہ ساکن۔ جیسے باری تعالیٰ ۱۲۔ منہ

(۴۴) حرکت ذاتیہ۔ حرکت عرضیہ

صندوق میں کسی چیز کو بند کر کے صندوق کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے چلنے پر صندوق میں حقیقۃً حرکت ہوگی کیونکہ حقیقۃً اس کا مکان بدل جائے گا۔ اور ایک مکان سے دوسرے مکان میں پہنچ جائے گا۔ اور جو چیز صندوق کے اندر بند ہے اس میں حقیقۃً حرکت نہ ہوگی کیونکہ اس کا مکان حقیقۃً نہیں بدلے گا بلکہ جس مکان میں ہے اسی میں رہے گا لیکن صندوق میں حرکت ہونے کی وجہ سے اس چیز کو بھی مجازاً متحرک کہتے ہیں اور صندوق کے مکان بدلنے کی وجہ سے مجازاً اس کا مکان بدلا ہوا مانا جاتا ہے۔ تو صندوق کی حرکت ذاتی ہے اور جو چیز اس میں بند ہے اس کی حرکت عرضی ہے۔

حرکت ذاتیہ: اس حرکت کو کہتے ہیں جو حقیقۃً متحرک کی صفت ہو جیسے صندوق کی حرکت۔

حرکت عرضیہ: اس حرکت کو کہتے ہیں جو مجازاً متحرک کی صفت ہو جیسے صندوق میں بند چیز کی حرکت۔

سوال: لکھنے کے وقت قلم میں جو حرکت ہوتی ہے۔ وہ حرکت ذاتیہ ہے یا حرکت عرضیہ۔

جواب: ہاتھ کی حرکت سے قلم میں بھی حقیقۃً حرکت ہوتی ہے۔ اور قلم کا مکان بھی حقیقۃً بدلتا ہے اس لیے ہاتھ کی طرح قلم کی حرکت بھی حرکت ذاتیہ ہے۔

(۴۵) میل

المیل: کیفیة قائمة بالجسم یقتضی الجسم بها ان یخرج من المبدأ الی المنتهی و یدافع بها العائق عن الخروج۔

بھاری پتھر کو ہاتھ پر رکھنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ نیچے آنا چاہتا ہے۔ ہانڈی پر ہلکا پھلکا ڈھکن رکھنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ بھاپ اوپر جانا چاہتی ہے۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پتھر میں ایک ایسی صفت پائی جاتی ہے جس سے وہ نیچے آنا چاہتا ہے۔ اور بھاپ میں ایک ایسی صفت ہے جس سے وہ اوپر جانا چاہتی ہے۔ اسی صفت کا نام میل ہے۔ یعنی

میل: جسم کی اس صفت کو کہتے ہیں جس سے جسم مبدا سے منتہی کی طرف جانا چاہتا ہے۔ اور جو چیزیں جسم کو حرکت سے روکنے والی ہوں ان کا مقابلہ کرتا ہے۔

(۴۶) مَیل قسری۔ مَیل نفسانی۔ مَیل طبعی

پتھر کو اوپر پھینکنے سے اوپر جاتا ہے اور کچھ دور اوپر جا کر پھر نیچے آتا ہے۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پتھر کو اوپر پھینکنے سے اس میں ایسی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ اوپر جاتا ہے پھر کچھ دور اوپر جا کر وہ صفت ختم ہو جاتی ہے اور اس میں ایسی صفت پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ نیچے آتا ہے۔ یعنی اس پتھر میں پہلے اوپر جانے کا میل پیدا ہوتا ہے اور اس میل کے ختم ہونے کے بعد اس میں نیچے آنے کا میل پیدا ہوتا ہے۔ اوپر جانے کا میل اس میں خارج سے پیدا ہوتا ہے۔ اور نیچے آنے کا میل اس میں خارج سے نہیں پیدا ہوتا بلکہ خود پتھر کی طبیعت یعنی

اس کی صورت نوعیہ اس میں نیچے آنے کا میل پیدا کرتی ہے۔اور جب آدمی چلنے کا قصدوارادہ کرتا ہے تو اس میں چلنے کا میل پیدا ہوتا ہے۔یہ میل بھی خارج سے نہیں پیدا ہوتا بلکہ آدمی کا نفس اس میں چلنے کا میل پیدا کرتا ہے۔جو میل خارج سے پیدا ہو اس کو میل قسری کہتے ہیں جیسے پھینکے ہوئے پتھر میں اوپر جانے کا میل۔اور جو میل خارج سے پیدا نہ ہو لیکن قصدوارادہ سے ہو اس کو میل نفسانی کہتے ہیں جیسے آدمی میں چلنے کا میل۔اور جو میل نہ خارج سے پیدا ہو نہ قصدوارادہ سے ہو اس کو میل طبعی کہتے ہیں۔جیسے گرتے ہوئے پتھر میں نیچے آنے کا میل۔

میل قسری: اس میل کو کہتے ہیں جو خارج سے پیدا ہو۔یعنی جس میل کی علت امر خارجی ہو۔

میل نفسانی: اس میل کو کہتے ہیں جو خارج سے پیدا نہ ہو لیکن قصدوارادہ[1] کے بعد پیدا ہو۔

میل طبعی: اس میل کو کہتے ہیں جو نہ خارج سے پیدا ہو نہ قصدوارادہ کے بعد پیدا ہو۔

(۴۷) مبدءِ میل۔قوت محرکہ

میل کی علت کو مبدءِ میل کہتے ہیں۔یعنی جس سے میل پیدا ہو اس کا نام مبدءِ میل ہے۔میل قسری کا مبدء امر خارجی ہے۔اور میل نفسانی و میل طبعی کا مبدء امر داخلی[2] فرق اتنا ہے کہ میل نفسانی کا مبدء نفس شاعرہ ہے جب حرکت کا قصدوارادہ کرے۔اور میل طبعی کا مبدء طبیعت یعنی صورت نوعیہ ہے جب طبیعت کے خلاف کوئی حالت عارض ہو۔

(تنبیہ) حرکت کی علت میل ہے اور میل کی علت مبدءِ میل۔مبدءِ میل[3] کو قوت محرکہ بھی کہتے ہیں۔اور کبھی میل[4] کو بھی قوت محرکہ کہتے ہیں۔

(۴۸) حرکت طبعیہ۔حرکت ارادیہ۔حرکت قسریہ

حرکت ذاتیہ کی تین قسمیں ہیں۔طبعیہ۔ارادیہ۔قسریہ

حرکت طبعیہ: اس حرکت ذاتیہ کو کہتے ہیں جس کا میل نہ خارج سے پیدا ہوا ہو نہ قصدوارادہ کے بعد پیدا ہوا ہو۔(بلفظ دیگر) جس کا میل طبعی ہو۔جیسے گرتے ہوئے پتھر کی حرکت۔

حرکت ارادیہ: اس حرکت ذاتیہ کو کہتے ہیں جس کا میل خارج سے پیدا نہ ہوا ہو۔لیکن قصدوارادہ کے بعد پیدا ہوا ہو۔(بلفظ دیگر) جس حرکت کا میل نفسانی ہو۔جیسے لکھنے کے وقت ہاتھ کی حرکت۔

---

[1] قولہ قصدوارادہ الخ یعنی حرکت کے قصدوارادہ کے بعد پیدا ہوا۱۲

[2] قولہ امر داخلی الخ قال فی الشمس البازغۃ ان قطع الجسم شیئا بسرعۃ او بطوء انما یکون بکیفیۃ حاصلۃ فیہ من المحرک الداخلی او الخارجی الخ اقول و لعل المراد من المحرک الخارجی طبیعۃ المقسور من حیث انہا مقسور قال صدر الشیرازی و الفاعل للحرکۃ القسریۃ طبیعۃ الجسم المقسور لکن مع انضمام میل قسری الیہا بان یکون القاسر علۃ معدۃ لہ و لو کان القاسر فاعلا للحرکۃ القسریۃ او للمیل القسری لانتفی کل منہما بانتفائہ و لیس کذلک۱۲۔

[3] قولہ مبدء میل کقولہم ان القوۃ المحرکۃ للفلک مجردۃ عن المادۃ۱۲

[4] قولہ میل۔ ففی الہدیۃ السعیدیۃ : والقوۃ المحرکۃ ہی المیل۱۲ منہ

حرکت قسریہ: اس حرکت ذاتیہ کو کہتے ہیں جس کا میل خارج سے پیدا ہوا ہو (بالفاظ دیگر) جس حرکت کا میل قسری ہو۔ جیسے پتھر کی حرکت صاعدہ اور قلم کی حرکت۔

سوال: حرکت طبعیہ میں طبیعت کو اور حرکت ارادیہ میں نفس شاعرہ کو اور حرکت قسریہ میں امر خارجی کو حرکت کی علت کیوں نہیں مانا گیا اور ان تینوں کو مبدء میل کیوں مانا گیا ہے۔

جواب: چھوٹے بڑے دو پتھروں کو اوپر سے چھوڑنے پر بڑا پتھر پہلے گرتا ہے اور چھوٹا اس کے بعد۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے۔ کہ گرنے کی علت پتھر کی طبیعت نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں پتھروں میں طبیعت یکساں ہے اور دونوں کی حرکت یکساں نہیں۔ یونہی دو چھوٹے بڑے پتھر کو یکساں قوت سے اوپر پھینکنے پر چھوٹا پتھر جتنا اوپر جاتا ہے بڑا پتھر اتنا اوپر نہیں جاتا۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اوپر جانے کی علت امر خارجی نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں پتھروں کے لیے امر خارجی یکساں ہے لیکن دونوں کی حرکت یکساں نہیں۔ قال فی الهدیة السعیدیة وانما یشتبه الامر فی الحرکة الارادیة اذ من الجائز ان یحدد ارادة المتحرك بحرکة ارادیة حدا معینا من السرعة والبطوء من دون ان یکون هناك میل نفسانی وتمام الکلام فی ذلك لا یلیق بهذا المختصر۔

(۴۹) حرکت اینیہ۔ حرکت وضعیہ۔ حرکت کمیہ۔ حرکت کیفیہ

حرکت اینیہ: اس حرکت کو کہتے ہیں جس سے متحرک کا این[۱] بدل جائے جیسے ہند سے عرب جانا۔ بیٹھے ہوئے کا کھڑا ہونا۔

حرکت وضعیہ: اس حرکت کو کہتے ہیں جس سے متحرک کی وضع بدل جائے جیسے افلاک کی حرکت۔ بیٹھے ہوئے کا کھڑا ہونا۔

حرکت کمیہ: اس حرکت کو کہتے ہیں جس سے متحرک کی مقدار بدل جائے جیسے تخلخل۔ تکاثف۔

حرکت کیفیہ: اس حرکت کو کہتے ہیں جس سے متحرک کا کیف بدل جائے جیسے ٹھنڈے پانی کا گرم ہونا۔ گرم پانی کا سرد ہونا۔ سیاہ بال کا سپید ہونا۔

(تنبیہ) فلک اعظم کے لیے این نہیں۔ لہذا اس کے لیے حرکت اینیہ متصور نہیں اور دیگر افلاک کے لیے این تو ہیں لیکن دیگر افلاک[۲] کی حرکت بھی اینیہ نہیں بلکہ تمام افلاک کی حرکتیں وضعیہ ہی ہیں۔

(۵۰) حرکت مستقیمہ۔ حرکت مستدیرہ

لغت میں حرکت مستقیمہ اس حرکت کو کہتے ہیں جو خط مستقیم پر ہو جیسے بندوق کی گولی کی حرکت لیکن اصطلاح میں حرکت اینیہ کو حرکت مستقیمہ کہتے ہیں۔ لہذا شعلۂ جوالہ کی حرکت اصطلاح میں حرکت مستقیمہ ہے۔ اور لغت

---

۱ قولہ این الخ این، وضع مقدار اور کیف کے معنی مقولات کے بیان میں مذکور ہوئے ۱۲ منہ

۲ قولہ دیگر افلاک الخ ہاں دیگر افلاک کے اجزا کی حرکتیں اینیہ ہیں نہ کہ مجموعہ کی۔ اس لیے کہ مجموعہ کا این نہیں بدلتا اور فلک اعظم کے اجزا کی حرکت بھی اینیہ نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

میں حرکت مستدیرہ اس حرکت کو کہتے ہیں۔ جو دائرہ پر ہو جیسے سائیکل کے پیڈل کی حرکت۔ لیکن اصطلاح میں حرکت مستدیرہ اس حرکت کو کہتے ہیں کہ جس سے متحرک کے اجزا کی وضع بدل جائے۔ اور متحرک کا اپنی جگہ سے (نہ ہٹے) جیسے افلاک کی حرکت۔

(تنبیہ) حرکت وضعیہ عام مطلق اور حرکت مستدیرہ خاص مطلق ہے۔

(۵۱) قار۔ غیر قار۔ زمانہ

قار: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے تمام اجزا کا وجود ایک ساتھ جمع ہو۔ جیسے لکڑی۔ جسم۔
غیر قار: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے تمام اجزا کا وجود ایک ساتھ جمع نہ ہو۔ جیسے آواز۔
زمانہ: اس کم متصل[۱] کو کہتے ہیں جو غیر قار اور حرکت کی مقدار ہو۔

(۵۲) جہت

الجهة هي منتهى الاشارة الحسية۔ قالوا و هي موجودة ذات وضع غير منقسمة في امتداد ماخذ الاشارة۔

کسی چیز کی طرف اشارہ حسیہ کرنے سے مشیر و مشار الیہ کے درمیان ایک امتداد[۲] موہوم ہوتا ہے جس کی ابتدا مشیر کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور انتہا مشار الیہ کی طرف۔ اسی امتداد موہوم کے منتہی[۳] کا نام جہت ہے۔ یہ موجود ہے اور اس کی طرف اشارہ حسیہ ہو سکتا ہے اور جو مسافت مشیر و مشار الیہ کے درمیان ہے اس مسافت میں وہ قابل تقسیم[۴] نہیں ہے۔

(۵۳) فوق حقیقی۔ تحت حقیقی

مرکز عالم سے غایت بعد کا نام فوق حقیقی ہے۔ اور فوق حقیقی سے غایت بعد کا نام تحت حقیقی ہے۔ لہذا فلک اعظم کی سطح بالا فوق حقیقی ہے اور مرکز عالم تحت حقیقی۔

(۵۴) فوق اضافی۔ تحت اضافی

دو چیزوں میں جو مرکز عالم سے ابعد ہو اس کو فوق اضافی اور جو مرکز عالم سے اقرب ہو اس کو تحت اضافی کہتے ہیں۔ لہذا شمس فوق ہے اور قمر تحت۔

---

۱ قولہ کم متصل الخ کم متصل کو مقدار بھی کہتے ہیں کم متصل کا معنے مذکور ہو چکا ۱۲
۲ قولہ امتداد کالخط والسطح والجسم ۱۲
۳ قولہ امتداد موہوم کے منتہی الخ فالمراد بقوله منتهى الاشارة الحسية هو منتهى الامتداد الموهوم والاشارة الحسية كما تطلق على فعل المشير كذلك تطلق على الامتداد الموهوم الآخذ من المشير الى المشار اليه ۱۲
۴ قولہ اس مسافت میں الخ ولسنا نقول ان الجهة غير منقسمة اصلا فان الاشارة الحسية قد تكون امتدادا خطيا و قد تكون امتدادا سطحياً و قد تكون امتدادا جسميا والجهة اعنى منتهى الاشارة الحسية لاتنقسم على الاول اصلا واما على الأخيرين فتنقسم لكن لا فى المسافة التى بين المشير والمشار اليه ۱۲ منه

(۵۵) ملأ متشابہ کے دو معنی اور اُن میں نسبت

(۱) ملأ متشابہ اس جسم کو کہتے ہیں جس میں مختلف الحقائق اجزا نہ ہوں۔
(۲) ملأ متشابہ اس جسم کو کہتے ہیں جس میں مختلف الحقائق امور نہ ہوں۔

جسم غیر متناہی کے اجزا متفق الحقائق ہوں تو اس پر ملأ متشابہ کے دونوں معنے صادق آئیں گے اور جسم متناہی کے اجزا متفق الحقائق ہوں تو اس پر صرف پہلا معنی صادق آئے گا۔ اس لیے کہ جسم متناہی میں امور مختلف الحقائق سطح، جسم تعلیمی۔ جسم طبعی پائے جاتے ہیں اور جسم غیر متناہی کے اجزا مختلف الحقائق ہوں تو اس پر صرف دوسرا معنے صادق آئے گا۔ اس لیے کہ جسم غیر متناہی میں صرف دو ہی امر پائے جاتے ہیں۔ جسم تعلیمی اور جسم طبعی لہٰذا دونوں معنوں میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے۔

(۵۶) مزاج

المزاج کیفیة متوسطة[1] تحصل من تماس الاجسام المتخالفة الکیفیة۔ و تلك الکیفیة المتوسطة انما تحصل اذا اثرت الاجسام بعضها فی بعض بکیفیاتها المخالفة و کسر کل واحدمنها سَوْرَةَ کیفیةِ الاٰخر۔

پانی بارد رطب ہے۔ زمین بارد یابس ہے۔ آگ حار یابس ہے۔ ہوا حار رطب ہے۔ یہ چاروں یا ان میں سے چند یا ان کے علاوہ چند دیگر اجسام جب باہم مجتمع اور متماس ہوتے ہیں اور ہر ایک کی کیفیت مخالفہ دوسرے میں اثر کرتی ہے۔ اور ہر ایک دوسرے کی کیفیت مخالفہ کی تیزی کو توڑتا ہے تو ایک درمیانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اسی درمیانی کیفیت کا نام مزاج ہے۔ یعنی

مزاج: اس کیفیت متوسطہ کو کہتے ہیں جو چند متخالفۃ الکیفیۃ اجسام کے ملنے سے حاصل ہو۔

(۵۷) کون۔ فساد

الکون: هو حدوث صورة نوعية۔ **والفساد**: هو زوال صورة نوعية۔

جسم کا ایک صورت نوعیہ کو چھوڑنا فساد ہے اور دوسری صورت نوعیہ کو اختیار کرنا کون ہے۔ مثلاً پانی ہوا بن جاتا ہے تو پانی کی صورت نوعیہ چھوڑنا فساد ہے اور ہوا کی صورت نوعیہ قبول کرنا کون ہے۔

(۵۸) کائنات الجو

کائنات الجو هی ماتحدث من العنصر بلامزاج۔ ووجه التسمية ان اکثرها يحدث فی الجواى ما بين السماء والارض کالسحاب والمطر والرعد والبرق۔

ایک یا چند عناصر سے فضا میں پیدا ہونے والی چیزیں جو بلا مزاج ہوں کائنات الجو کہلاتی ہیں۔

---

[1] قولہ متوسطۃ الخ ای توسطاما ولیس المراد التوسط الحقیقی اذ لیس شرطا فی المزاج ۱۲ منہ

(۵۹) واحد۔کثیر

الواحد: هو ما لاينقسم من حيث انه لاينقسم۔ **والكثير** هو ما ينقسم من حيث انه ينقسم۔ بعض چیز کی تقسیم کسی طرح نہیں ہو سکتی۔اس کو واحد کہتے ہیں۔اور بعض چیز کی تقسیم من وجہ ہو سکتی ہے۔اور من وجہ نہیں۔جیسے زید کہ اعضاء کے اعتبار سے منقسم ہو سکتا ہے۔اور شخص ہونے کے اعتبار سے منقسم نہیں ہو سکتا ایسی چیز کو بھی منقسم نہ ہونے کی جہت سے واحد کہتے ہیں اور منقسم ہونے کی جہت سے اس کو کثیر بھی کہتے ہیں۔

(۶۰) واحد کی قسمیں

واحد حقیقی: اس واحد کو کہتے ہیں جس میں وحدت کی جہت ذات ہی ہو۔جیسے زید

واحد غیر حقیقی: اس واحد کو کہتے ہیں جس میں وحدت کی جہت ذات نہ ہو۔جیسے انسان وفرس جو حیوان ہونے کی جہت سے واحد ہیں۔

واحد شخصی: اس واحد حقیقی کو کہتے ہیں جس کی وحدت شخص کے سبب ہو جیسے زید۔

واحد غیر شخصی: اس واحد حقیقی کو کہتے ہیں جس کی وحدت تشخص کے سبب نہ ہو جیسے انسان۔

واحد بالاتصال: اس واحد شخصی کو کہتے ہیں جس میں بالفعل اجزا نہ ہوں اور قابل انقسام ہو جیسے خط مخصوص

واحد بالاجتماع والترکیب: اس واحد شخصی کو کہتے ہیں جس میں بالفعل اجزائے متمائزہ فی الوضع ہوں جیسے دار مخصوص۔

مرکب حقیقی: اس واحد شخصی کو کہتے ہیں جس میں بالفعل اجزائے غیر متمائزہ فی الوضع ہوں جیسے جسم کہ اس میں بالفعل ہیولیٰ وصورت جسمیہ وصورت نوعیہ ہیں۔

واحد نوعی: اس واحد غیر شخصی کو کہتے ہیں جو نوع ہو۔جیسے انسان۔

واحد جنسی: اس واحد غیر شخصی کو کہتے ہیں جو جنس ہو جیسے حیوان۔

واحد بالنوع: اس واحد غیر حقیقی کو کہتے ہیں جس میں وحدت کی جہت واحد کی پوری ماہیت ہو جیسے زید وبکر جو انسان ہونے کی جہت سے واحد ہیں۔

واحد بالجنس: اس واحد غیر حقیقی کو کہتے ہیں جس میں وحدت کی جہت واحد کا جز اور تمام مشترک ہو جیسے انسان اور فرس جو حیوان ہونے کی جہت سے واحد ہیں۔

واحد بالفصل: اس واحد غیر حقیقی کو کہتے ہیں جس میں وحدت کی جہت واحد کا جزء تمام مشترک ہو جیسے زید وبکر جو ناطق ہونے کی جہت سے واحد ہیں۔

واحد بالمحمول: اس واحد غیر حقیقی کو کہتے ہیں جس میں وحدت کی جہت واحد کو عارض اور بالطبع اس پر محمول ہو جیسے قطن وثلج جو ابیض ہونے کی جہت سے واحد ہیں۔

واحد بالموضوع: اس واحد غیر حقیقی کو کہتے ہیں جس میں وحدت کی جہت واحد کو عارض اور بالطبع اس کا موضوع ہو جیسے کاتب وضاحک جو انسان ہونے کی جہت سے واحد ہیں۔

واحد بالتعلق: اس واحد غیر حقیقی کو کہتے ہیں جس میں وحدت کی جہت واحد کے متعلّق کو عارض ہو جیسے بدن سے نفس ناطقہ کی نسبت اور ملک سے بادشاہ کی نسبت۔ یہ دونوں نسبتیں تدبیر وتصرف کی جہت سے واحد ہیں۔ اور یہ جہت ان نسبتوں[1] کے متعلق کو عارض ہے۔

ھذا آخر ما اردنا فی الحکمة بیانه ۔ بفضل الله المنعام سبحانه۔ ماأعظم شانه۔ و ما اتم برهانه ۔ له الحمد والثناء الاکملان الاتمان ۔ و علی افضل الرسل و اله الصلوة و السلام الازکیان الانمیان و کان الفراغ من تبییضه فی لیلة القدر من شهر رمضان سنة ثلاث و ثمانین و ثلاث مائة والف من هجرة سید الانس والجان ۔علیه و علی آله الصلوة والسلام الافضلان الاشرفان۔ وانا الراجی رحمة رب الکونین المفتی السید محمد افضل حسین المونگیری البهاری غفرله و لو الدیه ربه الباری۔

---

[1] قولہ ان نسبتوں کے متعلق یعنی نفس ناطقہ اور بادشاہ کو عارض ہے ۱۲ منہ

فہرست مضامین بدایۃ الحکمۃ